

(۶۵)

تیری جی بکری کو تنس سہتا ہوں میں

کونین کو اک تنس سہتا ہوں میں

کیا مچھو ڈر رہا ہے "مرنا" "مرنا"

مے کو پتہ ہے سہتا ہوں میں!

(۶۶)

قدروں پر سے عرشِ معلیٰ بھی اسی

غورِ شید کی این میں ڈرہ بھی اسی

ہو رہی حاضر ہوئی ہیں مگر کسے لیے

اتھپا حاضر کرو، یہ تقویٰ بھی اسی

تشیع و

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجبوس میں حضرت جوش کی سیاسی تدبیر
اور پیرائے نظمیں کا انتخاب اور اسل اور غیر
اس مجبوس میں حضرت جوش کی سیاسی تدبیر
اور پیرائے نظمیں کا انتخاب اور اسل اور غیر
اس مجبوس میں حضرت جوش کی سیاسی تدبیر
اور پیرائے نظمیں کا انتخاب اور اسل اور غیر

تشیع و لگاری

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجبوس میں حضرت جوش کی روحانی اور
تخیلی نظمیں ہیں قیمت مجلد ۱
اس مجبوس میں حضرت جوش کی روحانی اور
تخیلی نظمیں ہیں قیمت مجلد ۱
اس مجبوس میں حضرت جوش کی روحانی اور
تخیلی نظمیں ہیں قیمت مجلد ۱

تشیع و لگاری

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجبوس میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو
تفکر و نقل اور ملائقہ و شائبہ پر مبنی ہیں۔
قیمت مجلد ۱
اس مجبوس میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو
تفکر و نقل اور ملائقہ و شائبہ پر مبنی ہیں۔
قیمت مجلد ۱
اس مجبوس میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو
تفکر و نقل اور ملائقہ و شائبہ پر مبنی ہیں۔

(۶۵)

ترجی کی نفس سچتا ہوں ہیں
 کہ نین کو اس نفس سچتا ہوں ہیں
 کیا چھکودار رہا ہے "مرنا" "مرنا"
 اس نے کرا کر سچت ہوں ہیں

(۶۶)

قدوں پر سے مٹی کی مٹی بھی اسی
 خورشید کی آئین میں ڈرہ بھی اسی
 حویریں حاضر ہوئی ہیں مجھ سے کیسے
 اچھا حاضر کرو، یہ تھوڑی بھی اسی

(۵۷)

ہر شاخ میں کیا برگ و مزارے ہیں

پھڑپھڑے ہوئے مدت کے نظر آتے ہیں

یہ خاک گِلستاں کہیں وہ جاں پر در خواہ

جو برگ و مزارے کے اُجھڑے آتے ہیں

(۵۸)

شاعر کا ہے دربار، زرد و گویا ہے

آئی ہے تو موتیوں سے دان بکھرے

پیری اپنی خواہش نہ تولے رُوحِ جہاں

آ، اور بجھ دے عجبہ کرے

(۶۳)

موسم سے خدا ہے زندگانی تیری

ٹھکی میں بھی شک ہے کہانی تیری

جاڑے کی منیں پیچک بھی ہیں اے جوں

کس خواب گراں میں ہے جوانی تیری؟

(۶۴)

گہری ہونی عقل سے طاقت بہتر

دھوکے کی محبت سے عداوت بہتر

شیطان و آجیل کی عظمت کی تم

تو بار غلامی سے بغاوت بہتر

(۵۳)

ہم راہ میں اک شہور ہے راحت کے لئے

ہم گلام پر اک شہر ہے عشرت کے لئے

مخلوق کی جست و خیز تو یہ توبہ
ساری یہ اڑھیلی کو دے دولت کے لئے

(۵۴)

میں ہی میں گوشت و شباب کا ٹامہ نے

یہ بے ہدیہ کامیاب کا ٹامہ نے

میں نے تمام رات تار سے بوئے
اور صبح کو آفتاب کا ٹامہ نے

(۹۴)

دُنیایِ محدود، کارِ دُنیایِ محدود

دریا محدود، موجِ دریا محدود

ہر چیز ہے محدود، مگر دل کے کھٹیل
ہر آنِ سرشتِ ہماری لا محدود

(۹۵)

اگر ار کا عقل میں نہ آنا دیکھو

ہر کلامِ پروردگار دیکھو

مشغولِ مباحثہ میں پران، کُہن
جوڑے بچوں کا چھپانا دیکھو

(۵۹)

کتنی جو تو ریا آئے، ابھر جا لے جوش

دل جا تو گزرنے میں نڈھالے جوش

کونین تری راہ میں حائل ہے اگر
کونین کو ٹھکرا کے گزر جا لے جوش

(۶۰)

اپنی ہی سے کسب نور کرتا ہوں میں

کسب خواہشیں بربق طور کرتا ہوں میں

بند ہے امر سے نازِ شاعری سے نہ گلیا
اللہ ہے کھلی غمِ سرور کرتا ہوں میں

(۵۵)

میرزا مہوش نہ ہو گی کتب تکبر
 ہزارہ خاکی ہے اک افسانہ غفر
 شہسپار کہ کھچکی ہے یہ خاک کس
 صدرا فخر کتب و دود علم

(۵۶)

مرتب ہیں کہ قائم ہو نجاس میں غلبہ
 ثابت ہو کہ عالم میں بڑے پائے کے ہم
 منہ سے نہیں ہیں اپنی کتب کا گاہ
 الفاظ سے یہ پورے جبر سے ہیں

(۵۷)

مہر شاخ میں کیا بگ و مگر آئے ہیں
پتھر ہے ہوئے مدت کے نظر آئے ہیں

یہ خاک گلیاں کہیں وہ جاں پر درخواب

جو بگ و مگر بن کے ابھ کر آئے ہیں

(۵۸)

شاعر کا ہے دربار، زرد و گہرے
مٹی ہے تو پتھروں سے دامن بھرے

پتھر کی پی خوار، مٹی ہے تو اے زوہِ جہاں

مہر، اور بھٹکے دور سے عجب وہ کرے

(۱۴)

یگانہ ابتدا نہیں ہوں شاید
 ناواقف اسباب نہیں ہوں شاید
 ہو طول حیات کی تنت مجھ کو !!!
 انا تو میں ہے حیا نہیں ہوں شاید

(۱۵)

مرفی ہو تو سولی پہ چڑھانا یا رب!
 سوارِ جہم میں جلانا یا رب!
 معشوق کہیں آپ ہمارے پی نرگ
 ناچہر کو یہ دن نہ دکھانا یا رب!

(۵۵)

قبروں سے اُبل رہے ہیں غم کے سونے

مرنے والے نہ نکاش پید رہوتے

کچھ بن نہ پڑا تو سونے آئے خیر کار

آرام کی آرزو میں روئے روئے

(۵۶)

صد شکر کہ آگئے شہابی جاڑے

کلیوں میں نے ہوئے تہابی جاڑے

بھینٹی بھینٹی رضاٹیوں کے قابل

کلمے ٹھٹھکے، خشک، گلزاری جاڑے

(۳۷)

دیکھو کہ تلخ زندگانی ہو جائے

تہیہ الم نہشت دمانی ہو جائے

ہاں پیار عزیز سے خدارا ہشیار
مکن ہے کہ کل عدوئے جانی ہو جائے

(۳۸)

ارمان ہیں جن میں وہ آباؤ نہیں

شادی کیا ہے جس ہے وہ شادی نہیں

ہر بندہ گراں کو ٹوڑنے کے باوصف
اپنا جو عظم ہے، وہ آزاد نہیں

(۵۳)

ہم راہ میں اک شمع ہے راحت کے لئے

نجات کی جست و خیز کے لئے

ساری یہ اُچھلی کو دے دولت کے لئے

(۵۴)

میں ہی میں گوشتِ شباب کا ٹہنہ

کھانہ نے تمام رات تارے بوئے

اور صبح کو آفتاب کا ٹہنہ

(۳۳)

غلطال میں حسین شہیدینِ مظلومت کے نکاحات
ہستی کا فسانہ کہہ رہے ہیں ذرا شے

بھڑکھڑ میں تاروں کے چکر گھر

خون
سوتے ہوئے دل کے ساتھ چھلکی ہوئی رات

(۳۴)

آئی ہے صبا میں گلانے کے لئے
گلانے کو نہیں، خون رُلانے کے لئے

فریادِ اکہ ناما قبت اندیشی

پتوں پہ ہی ہے ملکِ گرانے کے لئے

(۳۱)

ہم از ہے کون گلستاں کالے دل

اندازِ زالا ہے ہاں کالے دل

کہتا ہے جتے داغ "پہ قلبِ گل میں

در اصل تصور ہے خزاں کالے دل

(۳۲)

جب رات کو جھومتے ہیں بادِ کالے

نُکلت ہیں ٹپکتے ہیں دلوں کے چھپلے

مُڑباں ترے اُس وقت کی تاریکی میں

انجمنِ تحریر سے دل کو چھپونے والے!

(۲۹)

تختیں کی تختیں عیاؤا بالشد
 کس طرح زبان ہونہ حیران و تباہ؟
 الفاظ لرز کے ڈال دیجیہ پیرا چہ
 جب وقت گزرتی ہے معانی کی بچا

(۳۰)

بجھاؤں کن الفاظ میں شہجہ و ہزار
 اشد سے آخر کے وقت کا سوز و گداز
 اس طرح چلتی ہیں چین میں کلیاں
 اطفال کی پچپیوں کی جلیے ام و ازار

(۲۹)

تختیں کی دشتیں عیاں ابابند

کس طرح زبان ہونہ چیران توبہ؟

الفاظ لرز کے ڈال دیجے ہیں آہ
جب وقت گزرتی ہے معانی کی سیاہ

(۳۰)

بجھاؤں کن الفاظ میں تھکے ہمارے

اللہ سے آخر کے وقت کا سوز و گداز

اس طرح چٹکتی ہیں چین میں کلیاں
اطفال کی پاپیوں کی جلیے آواز

(۲۵)

یہ چہرہ قسمت نہ دکھائے گی کبھی

اسے دل بے امید بڑے گی کبھی

یعنی دنیا بھر کے ننادانوں سے
واناؤں کو بھی گلے لگائے گی کبھی

(۲۶)

اسے عطر کے دریائیں بہانے والو

ماہِ رمضان کے ناز اٹھانے والو

اسلام ہے صدیوں کے محرمِ پوش
بیدار ہوئے عیدِ منانے والو

(۶۷)

کیا درد کی داد چاہتا ہے کوئی؟

تقدیر کو کیا سزا دیتا ہے کوئی؟

ہر گلام پر آتی ہے خفیت اک آواز
کیا زبیر قدم کر رہتا ہے کوئی؟

(۶۸)

پُچھو لطفِ شبتاں نہ اٹھایا تھا ابھی

ہوٹوں پر شبنم ہی سا آیا تھا ابھی

ناگاہ نکلنے آہ جب کر چوچ
کس بات پر چوٹیں بٹکرایا تھا ابھی؟

(۲۱)

کب موت کی دل لگی سے ڈرتا ہوں میں
خوش ہے، نہ زندگی سے ڈرتا ہوں میں

اغیار کی دشمنی سے ڈرتا ہوں میں

احباب کی دوستی سے ڈرتا ہوں میں

(۲۲)

مومن بھیم کے حسبِ فطرت دیدیں

کچھ روزہائی طبیعت دیدیں

احباب بھیم اگر اجازت دیدیں

دیکھیں

(۶۵)

کبھی

پہلے بہت نہ دکھائے گی کبھی

کبھی

اسے دل ایسا پسند نہ آئے گی کبھی

یعنی دنیا بگڑے کے نادانوں سے
واناؤں کو بھی گلے لگائے گی کبھی

(۶۶)

والو

اے عطر کے دریائیں بہانے والو

والو

ماہِ رمضان کے ناز اٹھانے والو

پیش

اسلام ہے صدیوں سے محرمِ بربوریش

بیدار ہو اے عید منانے والو

(۱۷)

رازِ کون و مکان کا محرم ہوں میں

تیاب ہوں، بچپن ہوں، بیدار ہوں میں

مجھ میں پاتے ہیں پرورشِ ارغی و سدا
گر ہوارہ طفلِ کلب، دو عالم ہوں میں

(۱۸)

قائم رہے یہ طور، یہ ممکن ہی نہیں

باقی رہے یہ دور، یہ ممکن ہی نہیں

احسان کیا ہے آج جب پر پونے
ملی وہ نہ کرے جور، یہ ممکن نہیں

(۱۲۴)

احباب کی یہ مزا جدائی، افسوس

یہ کفر و شش بدگمانی، افسوس

جوش اور بے غدوئے ارباب ادب، افسوس

مہ حضرت قافی بدایین

(۱۲۵)

آئینہ قلب کاش دھولوں دم بھر

کب کا جاگا ہوا ہوں، سولوں دم بھر

دے اتنی تو جمعیتِ خاطر یارب

گہری موتی تقدیر پر رولوں دم بھر

(۱۳)

صفتِ شہیدیں کُل صفاتِ میرے لگے
بے پردہ ہے عینِ ذاتِ میرے لگے

عجب ہیں گراے حیاتِ میرے در پر
عجب جا لے کائناتِ میرے لگے

(۱۴)

میرا رُخ ہی کچھ ہے، نہ سما ہے واللہ
لک و ترا یک و اہما ہے واللہ

راتوں کو کبھی بپوختیا ہوں وہاں
بندہ ہی جہاں ہے، نہ خدا ہے واللہ

(۲۱)

بہ موت کی دل لگی سے ڈرتا ہوں میں
خوش ہے اندر زندگی سے ڈرتا ہوں میں

اغیار کی دشمنی سے ڈرتا ہوں میں
احباب کی دوستی سے ڈرتا ہوں میں

(۲۲)

مومن مجھ میرے حسبِ فطرت دیدیں
قالبچہ میں مسکے میری طبیعت دیدیں

کچھ روز بدلتی ہوئی جی لوں میں بھی
احباب مجھ اگر اجازت دیدیں

(۹)

افسردہ نہ بن، لوگ بُرا مانستے ہیں

منہ اترے، دوست غیبی جاتے ہیں

پتھروں کی شناخت اہل دُنیا کو نہیں
پتھروں کی فقط یہ آپ پہچانتے ہیں

(۱۰)

اب غواہی، لذات نہیں ہو سکتی

اسبابوں کے سوارات نہیں ہو سکتی

وَر کس لئے کھٹکھٹا رہا ہے دُنیا؟
کہہ دو کہ ملاقات نہیں ہو سکتی

(۱۹)

انسان ہے بے نیاہ اژدر، بجاگو

بجاگو، اہلِ خون و جوہر! بجاگو

یہ آگے اگر پاؤں پھر رکھ دے سبھی
لازم ہے کہ پاؤں سر پہ رکھ کر بجاگو

(۲۰)

ساقی ہوں کبھی سے ڈرتا ہوں میں

دورخ سے نہ زندگی سے ڈرتا ہوں میں

اس طنطنہ و بہاوری کے با وصف

دنیا بھر سے آدمی سے ڈرتا ہوں میں

(۵)

کچھ ادبی اثرات سے ہم اب بادل کی
اب فکرِ سماجی کی نئے تقبیل کی

ہر سانس اٹھاتا ہے لاکھوں پر دے
سنتِ پیگ مڑ رہی ہے دل کی؟

(۶)

جب رختِ شباب پارا پارا ہو گا
دل کو زونے کا بھی نہ پارا ہو گا

حیراں ہوں کہ داغِ شب و نگہ پری
کہ پتھر مری غیرت کو گوارا ہو گا!!

(۱۱)

رازِ کون و مکان کا محرم ہوں میں

یتیم ہوں، یتیم ہوں، یتیم ہوں میں

میں پاتے ہیں پرورشِ ارفی و سکا
گہوارہ طفلک، دو عالم ہوں میں

(۱۲)

خاتمِ رجب یہ طور یہ ممکن ہی نہیں

باقی رجب یہ دور یہ ممکن ہی نہیں

احسان کیا ہے آج جب پر ثنائے
سکں وہ کہے جو یہ ممکن نہیں

(۱)

خود اپنے ہی فرمان سے مغرور ہوں ہیں

عجب کی ہے خود و عرفیہ وہ پھول ہوں ہیں

اے اہل جہاں! وہ طرہ پیشکش ہوں ہیں

(۲)

ہم آرام کی یاد آتی ہے جب

دیکھیں کہ یاد آتی ہے جب

افسانہ ہر شمع کے ترشوں کا نہ چھپ کر

اربابِ وطن کی یاد آتی ہے جب

(۱۵)

پہ در پہ پہ پہ رواق، اللہ اللہ

کیرنی کا یہ طرف طاق، اللہ اللہ

کیونکہ ترا فریب کہائیں آتی؟
 پیپ ترا طبع راق، اللہ اللہ

(۱۶)

ماضی نے جھک اپنی دکھائی کیا کیا

تاریخ نے کی جلوہ نشانی کیا کیا

نیکلا جو بعد شکوہ سلطان کا جلوس
 شاعر کی گردانی سے کیا کیا

مُتَفَرِّقَاتُ

مُجھکتا ہوں کبھی ریگِ رواں کی جانب
اُڑتا ہوں کبھی کاکِ شایاں کی جانب
مُجھ میں دو دل ہیں، اک تو مائلِ پڑیں
اور ایک کا رخ ہے آسمان کی جانب

(مضمون)

(۱۴۱)

صفت بستمی میں ملکی صفات میرے لئے
 ہے پروردگار یعنی ذات میرے لئے

جیسے میں گرے حیات میرے در پر
 جھلک جائے کائنات میرے لئے

(۱۴۲)

پر ارض ہی کچھ ہے، نہ سما ہے واللہ
 کد و ترا یک و اہما ہے واللہ

راتوں کو کبھی بچی پر پونچھا ہوں وہاں
 بندہ ہی جہاں ہے، نہ خدا ہے واللہ

(۱۰۵)

جیسے کافک کو حکم دیتا ہوں میں

جسے قتل میں سفید کھینچتا ہوں میں

جب وقت سلو ہوتا ہے میں آجاتا ہے
نفی کر دینا دیکھتا ہوں میں!

(۱۰۶)

بیلوں پہ چھلک رہی ہیں بوندیں مافی

نیشوں سے ٹپک رہی ہیں بوندیں مافی

دے جام کہ برگہائے نبرد تیرے

رہ رہ کے کھٹک رہی ہیں بوندیں مافی

(۱۰۰)

چمپے میں ہے بادۂ اسرار نواز
نغمے ہیں زمیں پر آسمان پر آواز

ہلچل چلی رہا ہے اک مست شباب
اسے میری شب باہتری عمر دراز

(۱۰۱)

اسرار، زبان کھول رہے ہیں، ٹھنڈ
نغمے کو مے تول رہے ہیں، ٹھنڈ

اسے نغمہ گران بارگاہِ ساقی
جبریل ہیں بول رہے ہیں، ٹھنڈ

(۱۰۱)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں
 سر تا قدم خضوع ہوتا ہوں میں
 جب ہر چیز میں غروب ہو جاتا ہے
 چما نہ کیفیت طوع ہوتا ہوں میں

(۱۰۲)

ستی لیتے انکھڑیوں کے چماتے ہیں
 جس طرح کہ "رومان" ہوا فساتے ہیں
 یہاں صیغہ یکایک ہو نزول الہام
 نیوں میں آج کہہ آ یا کوئی سنجبے نہیں

(۱۰۱)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں
سرتاب قدم خضوع ہوتا ہوں میں

جب ہرزہ میں غروب ہو جاتا ہے
چماچہ کیفیت طبع ہوتا ہوں میں

(۱۰۲)

تھی لیتے انکھڑیوں کے چماتے ہیں
جب طرح کہ روانہ ہوا فساتے ہیں

پا چلیے لگا لگا ہوتا زبول الہام
سہیل وچ کو آ پائی منجھاتے ہیں

(۹۷)

کیا آج کی رات ہے بہکتی ہوئی رات

گلاتی ہوئی چاندنی، بہکتی ہوئی رات

ہاں اور پلکا کہہ گئے پر ہے ندیم

کبھی ہوئی زلفوں سے بہکتی ہوئی رات

(۹۸)

دیکھو

ہنگامۂ انوارِ الٰہی

دیکھو

صہبائے

پہلو میں صنم ہے، اور پیوں میں صہبائے

دیکھو

مستوں کی بادشاہی، دیکھو

دیکھو

(۹۹)

کل رات کو کیا چوٹیں آ یا ساقی

میرے شیون پر گنگنا یا ساقی

میں نے جو کہا مقصد، سستی کیا ہے

ساغر چھلکے کے لئے کرا یا ساقی

(۱۰۰)

وعدت کو ہے ناگزیر کثرت، ساقی

ہر چہ کو دور کار ہے عیوبت، ساقی

زاہد کی غماز ہو کہ زیندوں کی شراب

دو لول کا مزاج ہے باجماعت، ساقی

(۹۳)

کلی رات گئے تھی جب مونچہ پر
 شبنم پہ نہاری تھی پھولوں کی
 اک غور نے ساغرے نکل کر یک
 میں روج لئے پوش و بابل شبنم

(۹۴)

اٹھ ایک نظر میں کر دے ساقی
 دل کو صفت ہے شکر کر دے ساقی
 کچھ میں ہے حیات و تشویش حیات
 میں و شبنم جاں کو زیا کر دے ساقی

(۹۷)

کیا آج کی رات ہے بہکتی ہوئی رات

گامتی ہوئی چاندنی، بہکتی ہوئی رات

ہاں اور پہلا کہہ گئے یہ ہے ندیم
کبھی ہوئی زلفوں سے بہکتی ہوئی رات

(۹۸)

دیکھو

ہنگامۂ انوارِ الٰہی

دیکھو

پہلو میں صنم ہے، اور سُنو میں صہبا

دیکھو

دیکھو، مستوں کی بادشاہی، دیکھو

(۶۹)

میرا عجب ہے نہ صبح خوش اوقات
ایسے میں ذرا الجھ کے کہنا کوئی بات

روح و قلم و کراچی و عرش و افلاک
اس وقت کھڑے ہوئے ہیں پانچ پانچ پہاڑ

(۷۰)

جھجھکتی تار یک رات میرے دل میں
بدرست ہوئی حیات میرے دل میں

ساتھی نے بیوہ کے اٹھایا جو باب
مگر ہونے لگی کامیابیات میرے دل میں!!

(۹۵)

جوابی شرم نہیں لہکتے ہیں مضرب در
فیضانِ صلبے گل ہاتھتے ہیں مضرب در
جو "رند" ہیں پی کے گو گہرے تو نہیں
البتہ کبھی کبھی ہاتھتے ہیں مضرب در

(۹۶)

کس رات کو کی نہ بادہ خواری ہم نے
کب کا کل عشرت نہ خواری ہم نے
اب تک تو یہ رات جس کو کہتے ہیں شباب
مُرفوں ہی کے سائے میں گزاری ہم نے

(۶۵)

خمر سے گیر دار، توبہ، توبہ

توبہ

الصفات کا خلقِ ثار، توبہ، توبہ

انساں کی سرِ شرت، اور قانونِ ہنر!!
مجبور کا آختِ مہار!! توبہ، توبہ

(۶۶)

پیشے میں یہ طوفانِ رُکوبتِ تاجِ پند؟

فراشید کی ابنِ یاسینِ خلعتِ تاجِ پند؟

اسے کافرِ نعت، اسے نوجوانِ صالح!

تاجِ پندِ نبوت سے نجاتِ تاجِ پند؟

(۹۳)

کلی رات گئے تھی جب مونچہ نیم
 شبنم پہ نہاری تھی پھوپھوں کی

اک عورت نے ساغرے نکل کر یک
 میں روج لئے پوش وریا ہوں شبنم

(۹۴)

اٹھا ایک نظر میں کیم کر دے ساقی
 دل گر بہ صفت ہے کیم کر دے ساقی

کچھ پیچہ حیات و شبنم حیات
 میں شبنم جاں کو زیر کر دے ساقی

(۶۱)

ماتنی ہیں گھٹائیں نغمہ خوانی کے لئے
 نورنگ لپے ہوئے جوانی کے لئے
 دے بادہ کہ سب بے پردہ کے منور و روشن ہیں
 پیرانگ، بربستے ہوئے پانی کے لئے

(۶۲)

کیا جام دیجیے ہیں متصل اے ساقی
 اب ست بہار اب دلی اے ساقی
 یہاں ہیں تے ذرات جستجا تھا نہیں
 یہ تو ہیں دھڑکتے ہوئے دل اے ساقی

(۹۱)

پہ لڑیں صہبا یہ فہم باری ماہ

یہ زمرہ عیدہ چشم سیاہ

کل تک تو میں دنیا میں تھا، اور اب دنیا
خود میری پی پی ہے اللہ اللہ!!

(۹۲)

وہ رات گئے شہزاد و سلطانا ہے ہے

وہ کھیلے پہر صہبا کا خلیفہ ہے ہے

مشتوہ و زونخیز کا وہ رہ رہ کر

ہم بکھوں کو، پی پی سلطانا ہے ہے

(م)

خانوئوں سے ایک ہی جہنم ساقی
خانوں تاروں کے پی مدم ساقی

ہاں جلد اٹھا جام کہ اب بزم نشا
اک آن میں ہے دم و بزم ساقی

(د)

غائب ہم اے جذبہ غم ساقی
اک تہہ ہے اکسوں کی صلو ساقی

زاد اگر آج کے کو جائز کر دے
اک قلم ہے بھی پھر پوچھ تو نصرت ساقی

(۶۹)

میرا عجب ہے نہ واضح خوش اوقات

ایسے میں ذرا الجھ کے کہنا کوئی بات

موج و فتنہ

کرتی و خوش و افلاک

اس وقت کھڑے ہوئے ہیں باندھے ہوئے

(۷۰)

بہشت ہوئی تاریک رات میرے دل میں

ساتھی نے بیبودے کے اٹھایا جو باب

گم ہو گئی کائنات میرے دل میں!!

(۱۵۷)

یہ زفر منہ آب و ہوا کچھ بھی نہیں

پہ بارگہ ارض و سما کچھ بھی نہیں

ہاں جلد اٹھا جام کہ یہ کہنت سرا
اک سانس کی مہلت کے سوا کچھ بھی نہیں

(۱۵۸)

یاروں کے نہیں ہوش ٹھکانے، ساقی

سچدوں میں ہیں شیخ ہے پرانے، ساقی

انگور و ٹھوڑ و خور و غلمان و قصور

کیا دور کے دھول ہیں سہانے، ساقی

(۷۶)

کیا شیخ ملے گا گل نشانی کرے؟

کیا پائے گا تو مینِ جوانی کرے؟

تو آتشِ دوزخ سے ڈراتا ہے انھیں؟
جو اگر کوئی جانتے ہیں بانی کرے؟

(۷۷)

مشتوق کس رخ سے جان دنی ہے شیریں

چلنے میں ہے نہ پوچھتا پیریں

چلنے میں گھولے ہے چو دوزخ، چو بہشت
مشتوق پوچھتا ہے چو دنیا و چو دین

(۶۹)

ہمتی کی جب آگ دل تے تپا پی ساقی

گر دن زہد و ورع کی ناپی ساقی

دسے بادہ، تڑا جھلا ہو، ڈرتا کیوں ہے

انسان تو ہے ختم کا پاپی ساقی

(۷۰)

آدم کی شرت کو، خدا را پہچان

جیو پیو، اور جہنم و خطا کا پہچان

آہنم طرب ہیں کہ مری حبیب ہیں

انساں کی نجات کے ہزاروں فرمان

(۶۵)

مخبر سے گمراہ توبہ، توبہ

توبہ

انصاف کا خلفشار توبہ، توبہ
انساں کی سرشت، اور قانونِ مہر!!

مجبور کا آخرت پیر!! توبہ، توبہ

(۶۶)

پھٹنے میں یہ طوفانِ رُکوتِ تاجپند؟

نورِ شہید کی ابین میں جلّتِ تاجپند؟

اسے کافرِ نعت، اسے جوانِ صلاح؟

تاجپندِ نبیت ہے بنیادِ تاجپند؟

(۴۵)

ہر آنِ خفا سے قلب ڈر جاتا ہے

ہر بات پر آسمان ہچکچاتا ہے

کرتا ہوں اُسے بالِ غنیمت میں
جو کلمہ فرغت سے لگتا ہے

(۴۶)

آپ کا تھا جو سامنے وہ غفیریت کیا

پہلے ہمارے والا تھا گرجیت کیا

پہنچی اس عالمِ فساد و شہریت

مہربان کہ دن آج کا بھی بیت کیا

(۶۳)

دل کی بھی ہے طُورِ عزم و راہ سے ساقی
تاراج بھی کبھی، اودیجی ماہِ اسے ساقی
دے بادہ کہ ہے اپنی خود کی منزل
ابین یقین و اشتباہ اسے ساقی

(۶۴)

اوروں کو تباؤں کیا ہیں گھائیں اپنی
خود کو بھی سُنا نہیں بائیں اپنی
ہر ساعت خوش ہے بالِ مسر و قوت
قدرت ہے چھپا رہا ہوں راہیں اپنی

(۶۱)

پیشانی تیرا سوزِ پانی کی موت
 بنگلے ہیں برستے ہوئے پانی کی موت
 ہمارے قفس کو چھوئے ہوئے
 ہوئے لبِ لعلِ بھرائی کی موت

(۶۲)

اے سپہو کے حال کو! خطا کے بندو!
 اے مرص کے حال کو! ہوا کے بندو!
 پتہ خندِ نبی رہو گے یوں کہ کربِ قفس
 اک لبِ لعلی کبھی بنو غدا کے بندو!

(۶۱)

چشم کشی ز سوز پندانی کی
خجل میں برستے ہو پندانی کی

ہم ملے تھے کہ جو تپ ہوئے

ہوئے لب لعلؔ جو تپ ہوئے

جو تپ ہوئےؔ جو تپ ہوئے

(۶۲)

اے بہو کے حال کو! خطا کے بندو!

اے مرص کے حال کو! بہو کے بندو!

پنچید نے دیو گے یوں کہ کرب عظمؔ

کرب بھی کبھی بنو خدا کے بندو!

(۵۵)

یہ فرزندِ یوسفِ زشت نہ کہنے چاہئے

سامی! یہ چلت پھرت نہ کہنے چاہئے

عقل ہے باری ہی میں نویدِ سحرِ شب
اسے وائیکے والے گت نہ کہنے چاہئے

(۵۶)

مکن ہے کہ اب چینی خرابا ہو

اس رات کے بعد پھر کوئی رات ہو

ہم وہ کہ گلے تو لیں، جانے والا ہو
مکن ہے کہ اب کبھی ملاقات ہو

(۵۹)

کیا شرح کتاب زبد و عصیاں کر دوں؟
 اخلاص کی توحید نسیاں کر دوں؟
 کہتا ہے فقیر شہرے کو "بابل"
 کیا حق کے شے کو غریاں کر دوں؟

(۶۰)

صہبائیں سفینہ دل کا کئے کوں ساقی
 منجانے کو آب و رنگ شے کوں ساقی
 قبل اس کے کہ بہیم ہو نظامِ انقاس
 بے دغدغہ اک سانس تو لے لوں ساقی

(۵۳)

زندگی میں نہیں ہے کہ نگاہی ساقی

فوزِ تن و نشانِ کج نگاہی ساقی

الشر کا بند سے تعلق ہے جہاں
واں گرم ہیں "ادام" و "نواہی" ساقی

(۵۴)

کیا کچھ پیغمبر کلمہ کوں گاہ کہ نہیں

ساقی! تجھ وادو سے کوں گاہ کہ نہیں

و سے جاہم کہ ایشا بھی نہیں ہے معلوم
اک اور بھی ناش لے سکوں گاہ کہ نہیں

(۵۷)

یہ زمرہ ہمیشہ نہ کہنے پائے

سامی! جلیتِ پخت نہ کہنے پائے

عقل سے بنارہی ہیں نویدِ عرب
اسے داتیسے والے گت نہ کہنے پائے

(۵۸)

مکن ہے کہ اب حشینی خرابات نہ ہو

اس رات کے بعد پھر کوئی رات نہ ہو

مگر وہ کہ گلے ٹولیں، جانے والو! مکن ہے کہ اب کبھی ملاقات نہ ہو

(۹)

انجامِ لب کا ذکر کرتے کیوں ہو؟
 بچاؤ دل کو غم سے کیوں ہو؟
 چیتا یہ خوشی تال پاتی
 اک روز مگر کیوں ہو؟

(۱۰)

اب ہم بھی دنیا میں کہاں ہیں تانی
 کہ نہیں آرزو ہے تجا پہ شہ باب
 ہم جاہ میں سوچا نہیں ہیں تانی

(۵۵)

ہر پھول کو سو جام ملائے واسے
 ہر ذرے میں سونے بنائے واسے
 کیوں آج نشاط و جام گل ہے ہر پورے
 اسے عالم آج و گل میں لانے واسے

(۵۶)

اٹھ چھپ گئے آسمان پر بادل کالے
 خلی چھبوم کے دریا کی طرف مٹو اسے
 قبل اس کے لکڑنی کرے پیکرِ حق
 ساحل پہ ہواؤں کے ٹھٹھیرے کھائے

(۴۵)

اس شہر میں ایک یہی حالت خوار نہیں
مہر لیکن کوئی یہ کام نہیں

کچھ یہی کہ کرتا نہیں کیوں دعویٰ تیرا
کئی یہ خط ہے کہ یہاں کام نہیں

(۴۶)

افسوس ہے اسے عقل سے خالی نہیں
و اب گنگے کیسے خالی نہیں

کیا پوچھو گی کہ تانہ خراہی کے خلاف
اس پیش کے بنی گنگے والی نہیں

(۵۵)

ہندی میں نہیں ہے گرم گاہی ساتی

فریقِ من و نشانِ چ کہ گلا ہی ساتی

اللہ کا بندے سے تعلق ہے جہاں
واں گرم ہیں "ادام" و "نواہی" ساتی

(۵۶)

کچھ کچھ غنیہ کھ سکوں گا کہ نہیں

دے جاؤں گا کہ نہیں

ساتی! تھوڑے وا دے سکوں گا کہ نہیں
دے جاؤں گا کہ نہیں
اک اور بھی ناش لے سکوں گا کہ نہیں

(۱۴۳)

کچھ آدم کے پودوں کا شباب اے تھی
 سن موم باراں کا رباب اے تھی
 دنیا کی کپڑے ہے، اور جیسے کسی
 پر فصل شراب ہے، شراب اے تھی

(۱۴۴)

گو میرا وجود ہے بیان غمزدین
 ہے رشتہ ہر روح عالم الجین
 کرتا ہوں جو بیاغفور، مشکام
 بھلی ہوئی ہے در بیانِ دین

(۳۴)

بوعلم کو نہ دیکھو وہ نظر دے سکتی
انگور سے دل کے زخم بھر دے سکتی

قاتل ہے کوئی پیر تو احساسِ لطیف
اس تیغ کی بار بار کٹ کر دے سکتی

(۳۵)

اچھی نہیں یہ دراز دستی، خاموش
انصاف سے دیکھ اپنی ہی خاموش

تو سرور و شیب، بادہ پرستی کے خلاف،
خاموش ہو، عہدِ زری پرستی، خاموش!!

(۹۴)

انجام طلب کا ذکر کرتے کیوں ہو؟

پچانپندوں کو غم ہے بھر کیوں ہو؟

چاہیہ یہ توشہ نشیں آں ہستی؟
اک روز مرگے روز مرے کیوں ہو؟

(۹۵)

اب ہم سے بھی دنیا میں کہاں ہیں ساقی

ترکھیں تری جانب نگر اں ہیں ساقی

ہم کو نہیں آرزو ہے تجھ پر شہ باب
ہر جام میں سوچو آبیاں ہیں ساقی

(۳۳)

تاخیر نہ کر ساقی شیریں حرکات

اک، ساقی کوثر کے تصدق، اک جابم

اب پاؤں رکاب میں ہے، اور باگ چہرے

(۳۴)

ہے آج ہی آج پیش و پس اے ساقی

یہ کھٹے ہو آسمان — ساغر موقوف

وہ آگیا باب عشق — ہیں اے ساقی

(۴۴)

دے جام کہ دُشوار ہے سوناساتی

انسان پر آ رہا ہے روزناساتی

مقصودِ عمل کیا ہے؟ حصولِ مقصد

مقصودِ حصول کیا ہے؟ کھوناساتی

(۴۵)

دے بادہ کہ ہو عقلِ معطل ساتی

اک شے بھی نہیں یہاں ٹھہرتی ساتی

تفصیل کی مملکت میں دل تنگ ہوں میں

اجال کی سلطنت میں ہے چل ساتی

(۲۹)

ہر آن جگہ پر ہی ہے قدیوں کی صدا

کوئین پہ چھاپ رہی ہے قدیوں کی صدا

وہ ہے جام کہ بر روضی ہی پتی علی

ہر آن میں آ رہی ہے قدیوں کی صدا

(۳۰)

ساقی بگوئی اس سے بڑھ کے ہو گی زندگی

خود دیکھ کہ حالت ہے مری کتنی زاری

اک آن کو تو نے نہات روکا کھانے

اور عمر کی پہاں گزر گئی ایک صدی

(۴۵)

اس شہر میں کہ ہیں ہی قلعہ خوار نہیں

سید کا رہا نہیں

مہسارین کوئی

کچھ پی کہ کرتا نہیں

کیوں دعوئی نہ

سختی یہ خط ہے کہ بیا کا رہا نہیں

(۴۶)

افترس ہے اسے عقل سے خالی و نوب

و ابستہ گنگیہ کیب کی و نوب

کیا پوچھی ہے ستانہ خراہی کے خلاف؟

اسے پیسے کی بن گنگیہ والی و نوب

(۲۵)

سند پیری باب رکھ دے سانی

بھڑکے شراب رکھ دے سانی

گل کر کے چرخِ علم و دانش لکھ
اس طاق میں آفتاب رکھ دے سانی

(۲۶)

خیرِ نہ کر لطف کے اوقات لے دل

تیشیں مال ہے غمِ اوقات لے دل

روتا ہے کہ وقتِ طبع رونا ہوگا
خاموشی کہ تابی ہے ابھی رات لے دل

(۲۳)

یہ فرزندِ عقیقہ کیل

یہ وقت ہے آزادانہ کمال

نبوت ہوئے روحِ فریبِ مہربان!

مردمِ ہوا سے ماضی و مستقبلِ حال!

(۲۴)

جاری اس وقت ہے بصدِ گردشِ جا

سلامِ ظلمات!

شق ہوئے گئے بچیم

نور سے اسے وچر و الجلال و اکرام!

(۱۲)

بہشتیار کہ پھر ابرو نہ چھپائے گا بھی
 یہ کہ خنجر ابرو بوشاں نہ پائے گا بھی

یہ کہ چمکتے ہیں بوجہ پختہ پختہ نہ پائے گا بھی
 یہ کہ چمکتے ہیں بوجہ پختہ پختہ نہ پائے گا بھی

(۱۳)

یہ کہ تھکے ہیں فضا میں ساقی
 یہ کہ جوانی ہے گھٹائیں ساقی

یہ کہ کون بجا رہا ہے شیریں بڑبڑ
 یہ کہ ہونے بارش کی ہوا میں ساقی

(۱۶)

میں کیا کہہ پوچھو اب نہ چھپے گا کبھی

میں کہیں یہ بوستان نہ پائے گا کبھی

یہ بوستان کہیں نہ پائے گا کبھی

(۱۷)

یہ کی گھٹن ہے فضا میں ساقی؟

یہ کی جوانی ہے گھٹا میں ساقی؟

یہ کون جبار ہے شیریں بربط

چھکی ہوئی بارش کی ہوا میں ساقی؟

(۱۵)

جیسا فائدہ پہنچا کر نہیں جھٹکتا
 میں جھٹکھ لطفِ نفعی میں جھٹکتا
 عیاں میں خود دونوں ہیں، مگر فرق یہ ہے
 کہ نہ میں تجھ کو مراد ہے، پی نہیں جھٹکتا

(۱۶)

میں دونوں ہیں اے قصیدہ، اور یوں ہے
 مطلب ہے فقط دل کے پہلے جاننے
 ہر شام و حکم کرتے ہیں عیبِ شنی ہم
 ہونے لطف و فوٹے، اور میں ہمارے

(۱۹)

ہاں، زُہدِ یہاں رنگِ جوائے تو سہی
 اِس جامِ پُراں اِس رات چھائے تو سہی
 تاہن چہاں ہر ایک ظاہرِ کاعیاں
 اِس وقت قیچہ شہر آئے تو سہی

(۲۰)

آئی جھٹکا مست بنائے گی ہمیں
 افلاک پہ چھو لے سے جھلجھلے گی ہمیں
 ساقی! نہ رُکے ہات کہ دم بھر میں ریت
 دھو نہ دے گی بہت، مگر نہ پائے گی ہمیں

(۱۲۹)

ساتھی کا ہر رنگ نظر آ کر لوں
 مرنے میں بھی اک اشارہ آ کر لوں
 آدم کا میں ناخلف ہوں فرزند ایسے خوش
 عصیاں سے اگر کبھی کتا آ کر لوں

(۱۳۰)

ساتھی اقدارِ بادۂ گلگوں ، بلند
 حلقے میں لئے ہوئے دل کو شبِ باہ
 ہیں اور تصورِ شب و کوثر !!!
 زوہول و آفتاب آویزاں اللہ

(۹)

نیدال میں ہیں یا چھپے کے بادل سیامی
 بچہ ہی پوچھ رہا ہے رعد کی چھپ گئی سیامی
 کلہر دے مرے چمپا نوزیں میں شرب
 قہیں اس کے کہ ابر بھر بجے ٹھکان سیامی

(۱۰)

ہلکے چھوٹے لاف و گزاف اے سیامی
 یہ بات ہے کس درجہ غزاف اے سیامی
 "اللہ کے معصوم گنہگاروں کو
 بندھے نہیں کرتے میں معاف اے سیامی"

(۱۵)

یہ وقت ہے وقتِ ہوا و ہوائے ساقی

برسات ہے غرقِ رنگ و بوائے ساقی

دسے جامِ زرا اس وقت کی تھکاو گند
جس وقت زمین ہو گئی گاندہ بوائے ساقی

(۱۶)

دریا کا شیبِ زمین بھٹکنا ہے ہے
وِخارہ ساقی کا بھٹکنا ہے ہے

ساحل پر دیکھتے ہوئے پیمانے

پاکِ گلچن بوئے سونے کا بھٹکنا ہے ہے

(۵)

میں نے نہ دیکھا ہے یہاں نہ ہے
 یہ کچھ بچہ پوچھا ہے یہاں نہ ہے
 کچھ بچہ پوچھا ہے یہاں نہ ہے
 معلوم نہیں وہاں ہے یا نہ ہے

(۴)

میں نے کچھ بچہ پوچھا ہے یہاں نہ ہے
 یہ کچھ بچہ پوچھا ہے یہاں نہ ہے
 کچھ بچہ پوچھا ہے یہاں نہ ہے
 معلوم نہیں وہاں ہے یا نہ ہے

(۱۲۸)

ساتھی کا ہر رنگ نظر آ کر لوں

مرنے میں بھی اک اشارہ آ کر لوں

مردم کا میں ناخلف ہوں فرزندِ جہنم
عصیاں سے اگر کبھی کتا آ کر لوں

(۱۲۹)

ساتھی اقدارِ بابرہ گلوں ، لبتند

خلق میں لئے ہوئے دل کو شبِ بیاہ

ہیں اور تصورِ شبست و کوثر !!!
وَأَعْوَلُ وَأَوْفَوْهُ أَوْ يَا اللَّهُ

(۱)
 شہسوار کہہ آفتاب ہوتا ہے
 ہر لمحہ کراہتی ہے یہ مانی کی صدا
 ہر لمحہ کراہتی ہے یہ مانی کی صدا
 ہر لمحہ کراہتی ہے یہ مانی کی صدا

(۲)
 گروں پہ صبح کی جھلک اے مانی
 اودی ہی گھٹا ہے دوزخ اے مانی
 پری ہے چھوڑا راز غنوں لے لئے دے
 پیپس پہ بوندوں کی کھانسی مانی

(۱۱)

مکتبیانِ زوال بھی دکھاوے مجھکو

عصیاں کا مال بھی دکھاوے مجھکو

سو گندِ جال کی، نہ چھڑوں گا شراب

ہر شانِ جلال بھی دکھاوے مجھکو

(۱۲)

مفلوج ہر اصطلاحِ ایماں کر دے

فردوس کو رہنِ طاقِ نیاں کر دے

ساقی ہے، مہنگی ہے چین ہے، اُسے ہے

اس نقدِ پَسُو اُدھارِ قسباں کر دے

تحریات

آمد سحرے ندا ز میخا نہ ما
کے رند خرابا قی و دیوانہ ما
برخیز کہ پر کشیم پیمانا نہ نفع
ز ان پیش کہ پر کشند پیمانہ ما

(ختم)

(۹)

نیداں میں ہیں یا چھپے کے بادل ساقی
 بچہ ہی پوہ ہے رعد کی چھپ گئی ساقی

بھروسے میں چھپاؤ زریں میں شراب
 قہیں اس کے کہ ابر بھر جے تھیں ساقی

(۱۰)

ہاں کچھ تو یہ لاف و گزاف اے ساقی
 چو بات ہے کس درجہ خلاف اے ساقی

”الغیر کے معصوم گنہگاروں کو
 ”بندے“ نہیں کرتے ہیں مناف اے ساقی!

(۱۰)

اے شیخ! نہ چھوٹے چھوٹے حالات میری

دُنیا سے نرالی ہے طبیعت میری

تسلیں نجات ہے تری صوم و صلوات
تعمیر حیات ہے عبادتِ میری

(۱۱)

ہم سب پوچھو، ان کی خطا کئے آگے

کس نے کچھ سے یہ جانیں کسے فدا کئے آگے

واللہ کہ معصوم ہیں رندانِ خراب
ان زہد فروشِ آداب کئے آگے

(۷)

آدابِ "یقین" میں فرق کر دے ساقی
 آدھن رس کو برق کر دے ساقی
 اِس دوسرے ارض و سم کو لیتے
 اٹھ، ریل گراں میں غرق کر دے ساقی

(۸)

تقریب کے وقت کیوں نہ بولوں ساقی؟
 کیوں دل کی گرہ نئے سے نہ کھولوں ساقی؟
 بُرباد تو ہونا ہے ہر حال مجھے
 دے جاؤ کہ آباؤ تو ہوں اساقی

(۱۳۱)

ہر رنگ میں ایسی سزا دیتا ہے
 انساں کو ہر طور و مقام دیتا ہے
 کر سکتے ہیں گنہگار حق۔ اُن کو
 جُروح نما زوں میں لگا دیتا ہے

(۱۳۲)

انچھوٹ میں لپٹے ہوئے اُٹا بیٹھا ہے
 سدا پہ لصد و فکر بننا بیٹھا ہے
 ”عصمت“ کو جہاں ہے اعترافِ عصیاں
 اُس بزم میں معصوم بن بیٹھا ہے

(۵)

میں نے یہ نویدیاں ملے پائے کے
میں کچھ پوچھاں ملے پائے کے

کرتے ہیں

معلوم نہیں وہاں ملے پائے کے
چھوڑا اوخانہ خراب

(۶)

میں نے کچھ ملے پائے کے
میں نے کچھ ملے پائے کے

میں نے کچھ ملے پائے کے

میں نے کچھ ملے پائے کے
میں نے کچھ ملے پائے کے

(۹)
 ہم دیکھو کہ ہوشیوں کو کیا کہتے ہیں؟
 اناجی کہ شب صبح علی کہتے ہیں
 لیکن یہ غلام زربہ ایسی شے دراز
 موقع ہو تو ہر شب کو خدا کہتے ہیں

(۱۰)
 افسوس! یہ سب روزِ غایتی ہیں
 کہ یہی عقیدت کا صلا دیتے ہیں
 منعم! یہ تھیں نہیں لگاتے ہیں لگ
 پہنچے تیری جانب لگاتے ہیں

(۷)

وہ ارشدِ تبلیغ ہیں، ہم پھنکے ہیں

ہر عیب سے وہ پاک ہیں، ہم گندے ہیں

دیکھو وہ نکل رہے ہیں مجھ سے شیوخ

گویا وہ خدا ہیں، اور ہم بندگان ہیں

(۸)

کیا کہنے کی فکر کرنی سزا دانی ہے

ناتقابل شرحِ دل کو پیرانی ہے

نُستے ہیں گندے دُور رہتے ہوئے شیخ

عتیا بھی ہے، اور شکل بھی انسانی ہے

(۵)

خجر میں ہیں سترائیں دیکھنے والے
 طوفان ہیں خود بخود کھینچنے والے
 واللہ کہ اک وہاں ہیں بندوں کے لیے
 ظاہر ہیں خدا کا نام لینے والے

(۶)

انجی کی ہمیں راہ بتاتے رہے
 اللہ سے ہر آن ڈراتے رہے
 پیتے والوں کو کچھ رہے بے دین
 اور شوق سے مال بکھڑے رہے

(۵)

حجر میں ہیں ستر آہیں دینے والے

طوفان میں خود بے غینہ کھینے والے

واللہ کہ اک وہا ہیں بندوں کے لیے
ظاہر میں خدا کا نام لینے والے

(۶)

نیکی کی عین راہ تباہی رہے

اللہ سے ہر آن ڈراتے رہے

پیتے والوں کو کچے رہے بے دین
اور شوق سے مالِ غیر کھاتے رہے

(۱)

میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے

(۲)

میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے
 تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے

(۳۰)

عبرت کی نظر سے آستانے دیکھو

جاری ہیں ریہ کے کارخانے دیکھو

شیطان کی اُچھلیوں میں گریزش کی تہ

بڑا دیکھو کی بچ کے دانے دیکھو

(۳۱)

اے شہنشاہ کبھی تو رنج اٹھایا ہوتا

کبھی تو زخم کھایا ہوتا

اس طرح لگاتا نہ دما دم فزین

بابا! دل اگر کہیں لگایا ہوتا

پیران سالوس

آن قوم که سجد و پرستند خرد
زیرا که به زیر بار سالوس درند
وین از همه طرف ترک در پرده زهد
اسلام فروشنده و زکافس بهترند

(خاتم)

(۱)
 مایہ ناز شمع مہر غنی بیجا و اع
 مہر و قوت پرست کا پیچہ و اع
 مہر میں خود کیوں نہ رکھو گے غلام
 خیرات پر اچھو کی مہر و اع

(۲)
 عشاق کریں صفت سے ہم ہیں کہو کہو
 مٹھا ہو جودل، مٹھیں لگا ہیں کہو کہو
 حیرت ہے اگر کہ عاشقانِ حق پر
 کھنکھاتی ہیں فخر کی راہیں کہو کہو

(۵۷)

اللہ کے بدست جو انی کا نکھار
ہر نقش قدم پہ سجدہ کرتی ہے بہار

اس طرح وہ گلزارن ہے خوش گل پر

پرتی ہے ہری و در بپری گل چوہا

(۵۸)

کیوں بال ہیں اس طرح پریشان تیرے

کس غم سے ہیں غم ویدہ حیراں تیرے

جب طرح کوٹلی پہ ہوں سونے کے خطوط

یوں رنج پہ جھلک رہے ہیں اداں تیرے

قبروں پہ مُریدوں کو بُھکاتے رہیے
 ڈھولک پہ پیہوؤں کو سُچاتے رہیے
 اللہ اگر رُودِ ٹُٹا رہا ہے، رُودِ سٹے
 کیا اس سے غرض غُرس مٹاتے رہیے

(مصنف)

(۵۳)

ماپوں ہوں، دُوبِ خوشدلی کی سونگند
ہر سانس ہے موت، زندگی کی سونگند

ہر چہرہ نظر آتی ہے دُھندلی دُھندلی
میت کی اُداس چاندنی کی سونگند

(۵۴)

کیا آج تعارف میں لجا پایا کوئی
کیا جانے کیوں نہیں لپکا پایا کوئی

ہی ہے کچھ کچھ چوہن مجھ کہتے ہیں
آنکھوں کو جھلکے کس کے ایا کوئی

پیران سالکوں

اُن قوم کہ سچا وہ پرستند خزند

زیراکہ بہ زیر بار سالکس درند

وین از ہمہ طرفہ تر کہ در پر وہ زہد

اسلام فروشنند و ز کافر بہترند

(۴۹)

نقشبِ فرقتِ اُجھار دے گلا دل پر

سارِ اغصہ اُتار دے گلا دل پر

اس دُور سے اٹھانا نہیں آئے کچھیں سوئے ماہ
دیکھیں گلا تو نونک مار دے گلا دل پر

(۵۰)

پیشامِ فراقِ یہ سیما ہی، توبہ

اک جان اور اس حد کی تباہی، توبہ

وہ بوجھ ہے سر پر کہ عیبِ اُزائبانہ
وہ نہیں سہل میں کہ الہی توبہ

(۵۹)

جانے والے تھر کوڑو کے کوئی

شب کے پیک سفر کوڑو کے کوئی

ٹھک کر مرے زانو پہ وہ سویا ہے جی
روکے، روکے، سحر کوڑو کے کوئی

(۶۰)

اے عین ہر آگ بھڑک جائے گی

صہب تری، ساغر سے چھلک جائے گی

بجھکو تو یہ دیر ہے کہ دلائی کیسی

انگڑائی جو ملی پلٹ کر جائے گی

(۵۴)

پھر دل میں غوغائی کا راج دکھایا ہے

پھر فرقی جنوں پہ تاج دکھایا ہے

پلٹے چو سفر سے تم تو اک دم کج
اپنی جانب پھر آج دکھایا ہے

(۵۵)

ظاہر میں کدورت ہے، اصفائی ہے پی

ٹھکانا ہے دل کو دُرُبابائی ہے پی

گلیں نہ دیتی پیرِ شطِ کس کی نہ جا
نادانِ اکبر الٰہِ آشنا ہے پی

(۵۷)

اللہ کے بدست جوانی کا نکھار

ہر نقشِ قدم پہ سجده کرتی ہے بہار

اس طرح وہ گامزن ہے خوش گم پر
پڑتی ہے ہری دُوب چیں گل چھچھا

(۵۸)

کیوں بال ہیں اس طرح پریشاں تیرے

کس غم سے ہیں غم دیدہ حیراں تیرے

جب طرح کسوٹی پہ ہوں سونے کے خطوط
نوں رنج پہ چھلک رہے ہیں اداں تیرے

(۱۳۱)

آرام کے بجائے نجات میرے دل کو

بوتلی نہیں کافیات میرے دل کو

ریتا ہے جو پردہ تغافل میں نہاں
صلی ہے وہ التفات میرے دل کو

(۱۳۲)

جنت کی ٹکھلی ہے راہ میرے دل میں

برواغ و فاس ہے راہ میرے دل میں

بوتلی نہیں جو کلمہ گنجی سے نکلتا ہے
پوست ہے وہ نگاہ میرے دل میں

(۱۵۵)

لازم ہے دوا ہی، منہ تو عایا در ہے

ہاں اعلیٰ لب و زلف ریایا در ہے

خفا کہ یہ ہے نوعِ بشر کی توہین

گر عہدِ جو الٰہی میں خُدا یا در ہے

(۱۵۶)

فقروں کی یہ تازگی، یہ لہجے کی بہار

نگارِ شیریں گفتار

اللہ ری کہنکتی ہوئی آواز تری

عینی پہ ہو جیسے اشرفی کی جنبہ کا

(۳۷)

اے ابراہیم! گمراہی کے آنے والے

غیر شیعہ کی ظلمت میں چھپنے والے

اب تک سر پہلو ہیں ہے وہ پکیناز
وہاں ترے، عمر شرب بڑھانے والے

(۳۸)

پتھر چلا ہے کوئی نگار الہی تو یہ

زین میں دو بابا خوار، الہی تو یہ

الکے میں ہیں بھیر دیں کی تانیں گویا
ہو نمونوں کا خفیف اوجھار الہی تو یہ

(۵۳)

ماپیں ہوں، دُوبِ خوشی کی سونگند

ہر سانس ہے موت، زندگی کی سونگند

ہر چہرہ نظر آتی ہے دُھندلی دُھندلی

موت کی اُداس چاندنی کی سونگند

(۵۴)

کیا آج تعارف میں تجا یا کوئی

کیا جانچے کیوں نہیں نہ پایا کوئی

میں نے جو کہا جو میں تجھے کہتے ہیں

ہر آنکھوں کو بچھلے کس کے ایا کوئی

(۳۳)

بھلی رگ سے آہ: خوش بین کہ
سری آئی زبیدہ آہوین کہ

کرتی دل میں ان کی نصیحت
نصیحت چنگی نہ بن

(۳۴)

ہر آن ہوا ستائے جانی ہے مجھ

پانی کی جھڑی لائے جانی ہے مجھ

گلاتی ہوئی یہ گھٹا، یہ لگی ہوئی رات
موتیوں میں نہیں تو کھائے جانی ہے مجھ

(۳۱)

جاگن بن کر مجھے نہ ڈسنا بادل!

باراں کی کنوٹی پہ نہ کھڑا بادل!

وہ پہلے پہل جُدا ہو گئے ہیں مجھ سے

اس دین میں اب کیا نہ رہنا بادل!

(۳۲)

پُرشور تیرا میں گھٹا ہے گمراہ

دیر پا بچکا ہوا ہے، بھول گیا ہے

اک آنکھ سی ہے دل کے قریب، اور وہ دور

تقدیر کا اور یہ ظلم، اللہ! اللہ!

(۲۹)

بین رات گئے اٹھا ہوں سوتے سوتے
 آنکھوں کا بُرا حال ہے روتے روتے

تارے کے قریب ماہِ نو ہے، اے شمس
 اس وقت مرے قریب مجھ ہی میں تھے

(۳۰)

وہ دیکھتے، اور سسکیاں، ہم لہجے
 سرت ہے کہ قدموں پہ کیسے مرتے

اے بابو صبا! میں تو اُن سے کہنا
 عورت ہوئی انتظار کرتے کرتے

(۲۹)

میں رات گئے اٹھا ہوں سوتے سوتے
 آنکھوں کا برا حال ہے روتے روتے

تارے کے قریب ماہِ نو ہے، لے لکاش
 اس وقت مرے قریب ہم بھی ہوتے

(۳۰)

وہ دیکھتے، اور سسکیاں، ہم بھرتے
 سر تہ ہے کہ قدموں پر کسی کے مرتے

اسے بادِ صبا! یوں تو اُن کے کہنا
 مہلت ہوئی انتظار کرتے کرتے

(۲۵)

پیکانی ہوئی گھٹا جب آسمان آئی

فرقت کا جگاتی ہوئی جادو آئی

ہلکا ہلکا دھواں کھینچے اٹھا

سوندھی سوندھی زبیں سے تو بولائی

(۲۶)

سناچے ہیں گھٹا کے دھل رہا ہے کوئی

گر وہیں رہا ہے کوئی

سناچے ہیں ادھر بھی رہا ہے کوئی

(۲۷)

برسات ہے، دل کو دس رہا ہے پانی
فرقت میں تری جھلن رہا ہے پانی

دل میں کبھی پختاب ہے، کبھی میں کبھی
آڑا تر چھاپ رہا ہے پانی

(۲۸)

بہلائے دم بھر نہ بہلتا ہوگا
دل حسن کا چٹکیوں میں نہلتا ہوگا

اسے نالہ شگبیر اخڈا را ختم جا
بستر پہ وہ کر دین بدلتا ہوگا

(۶۱)

وہ آئے، ہمیں جی سے گزرتا ہی پڑا

جب غدرِ خفا سنا تو مرنا ہی پڑا

با و صفِ لال و پاپِ ناموسِ جنوں

وہ نہیں کہے بڑھے تو سجدہ کرنا ہی پڑا

(۶۲)

اے رونقِ لالہ زار! واپس آ جا

اے دولتِ برگ و بار! واپس آ جا

ایسے ہیں کہ نو بہار ہے غلہ بدویش

اے نازشِ نو بہار! واپس آ جا

(۲۵)

پڑھائی ہوئی گٹھاجب آسنو آئی

نرت کا جگاتی ہوئی جادو آئی

ہمکا ہکا دھواں کچھ سے اٹھا

سونڈھی سونڈھی زب سے تونڈو آئی

(۲۶)

سناچے ہیں گٹھاکے دھل رہا ہے کوئی

خبر رہا ہے کوئی

پانی کے دھوپ ہیں گردوں پر ادھر چھوڑ رہا ہے کوئی

سناچے ہیں ادھر پھل رہا ہے کوئی

(۱۷)

کیا دور تھا وہ اسے بے یار و مددگار
 دیکھتا تھا مجھ پر ایسی دامن تیرا

جب میری جوانی سے لڑکھن تیرا
 کہتا تھا کھلتا تھا پھول

۱۔ اس لفظ کو میں لڑکھا اور لڑکے دونوں کیلئے استعمال
 کر جانے میں مشابہت نہیں سمجھتا

(۱۸)

آج بزمِ تراہوں غم کے مارے آج
 چھگی ہوئی رات کے شکر آج

اے شام کا وعدہ کر کے جانے والے
 اب دوبارہ یہی دیکھتا ہوں آج

(۲۳)

یہ صبحِ خنک آسپینہ گر ہے گویا

ہر خارِ زنبوں اک گلِ تر ہے گویا

چہرے کامرے گریمِ شب ہے بے یونگ

بڑی ہوئی رات کی تح ہے گویا

(۲۴)

کشتی مرے احساس کی کھٹیا ہے کوئی

ہر سانس میں پیغامِ سادیا ہے کوئی

یارِ بادہ کبھی زینتِ پہلو بھی بنے

پہلو میں جو روئیں سیلتیا ہے کوئی

(۱۳۱)

ارماں تھے وہ کیا لگا بول قبول تیرے؟
خجرت تھے کروڑوں سے پہلو تیرے

اب لاؤں کہاں سے یہ وہ زینتیں؟

پہلے تھے اسے چجب اسنو تیرے

(۱۳۲)

وہ زردی رخ، وہ ناتوانی تیری

جسے بدہ خوشی تو غم غماتی تیری

راہیں وہ تجھ پایا ہیں؟ جب ہیکر سے

موسم کو اسے تھی جو انی تیری

(۶۱)

وہ آئے، ہمیں جیسا کہ گزرتا ہی تھا

جب غدرِ خفا ہوتا تو مرنا ہی تھا

باو صفِ بلال و پاپن ناموسِ جنوں
وہ منہ کی بڑھے تو سجدہ کرنا ہی تھا

(۶۲)

اے رونقِ لالہ زار! واپس آ جا

اے دولتِ برگ و بار! واپس آ جا

ایسے ہیں کہ نو بہار ہے قلمِ بد و ش
اے تازہ نشِ نو بہار! واپس آ جا

(۹)

کہنایہ ترازیبند کے آتی ہے

راتوں کو طبیعت اور گھبراہٹی ہے

آفتِ جج کے نامُ راوٹھو پلوں کی تھک
ہراسنس میں اک بھپانس ہی بچھ جاتی ہے

(۱۰)

بچ پر ہے ترسے قلبِ تیاں کا پتو

اتھ پو ہے آتشِ نہاں کا پتو

غلطال ہے اُدا سی پیری اٹھو ہیں
پاٹھریں ہے ابتر خزاں کا پتو

(۱۹)

نہ صبح اُتق سے جگ بگانے والی

وعدے پہ پہاں کے کُترانے والی

جا چھلے پہر کے چاند: اُن کے کہدے
اب رات ہے دو گھڑی میں جانے والی

(۲۰)

گھر صبر کی تلخ نے پتے پتے ہیں

گھر اپنا گریبان ایسے لیتے ہیں

کل بننے کا وعدہ ہے تو خیر اور ظالم
ہجر اور سبھی ایک دن چھ لیتے ہیں

(۵)

کی عشق کا بھی اثر ہے، اللہ اللہ
 اپنے سے وہ بے خبر ہے، اللہ اللہ
 کہوین کے زانو کو ہے ارمانِ حبیب کا
 قدموں پر سے وہ نسر ہے، اللہ اللہ

(۶)

دل سیتہ نازک میں پھنسی جاتا ہے
 چشمِ تری آنکھوں کا اُبل جاتا ہے
 اللہ سے ہم غم کہ میرے آگے
 پہلوئوں کا ترے رنگ بدل جاتا ہے

(۱۷)

کیا دور تھا وہ اسے بُت پرستی تیرا

وینا تھا مجھے ہو اپنی واسن تیرا

اب ہے وہ زمانہ کھلتا تھا پروں

جب میری جوانی سے لڑکپن تیرا

لے اس فطرتیں لوگیا اور لکے دونوں کی یہ احوال
کے جانے میں مضائقہ نہیں رہتا

(۱۸)

اب مریزا ہوں غم کے مارے اب

ہلکی ہوئی رات کے شہر ارے اب

اسے شام کا وعدہ کر کے جانے والے

اب دُوبار ہے پیکی تیار ہے اب

(۱)

افسوس بین، یہ بدعوا ہی تیری

دل ہی نہیں، رُوح بھی بے پناہی تیری

میتھی ہے تو منہ اترنے لگتا ہے ترا
کس درجہ تکس ہے اُداسی تیری

(۲)

پابند ہر اس کیوں ہے تیرے قرباں
آتشِ شہدہ ہر اس کیوں ہے تیرے قرباں

چھ پر تو ہے انبساطِ عالم کا مدار
موتنی اُداس کیوں ہے تیرے قرباں

(۱۵)

انگار اثر ادب رہا تھظالم
 کونڈا رخ پر یکپ رہا تھظالم
 افسوس وہ عہد شوق جب دل میرا
 سینے میں تے دھڑک رہا تھظالم

(۱۶)

رگ رگ میں تجا ہے تیری خوشبو اب تک
 والہ تھے نہیں میں آنسو اب تک
 اے رشکِ حینِ اجدہم بٹھایا تھا تجھے
 ویران ہے اُس دن سے وہ پہلو اب تک

حُسن و عشق

جلوؤں کی ہے بارگاہِ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں بہرِ ماہِ میرے دل میں
اس دُورِ خرد میں عشق گم ہو جاتا
بہتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مُصَنَّف)

(۱۳۱)

ارماں تھے وہ کیا لگا بول قبول ہے؟
 جہ دے تھے کروٹوں سے پہلو پیرے

اب لاؤں کہاں سے یہ وہ رازیں افشیں؟

بہشت تھے مگر ایسے جب آمنتی ہے

(۱۳۲)

وہ زردی رخ اوہ ناتوانی تیری

جسے بد وہ خموشی تو خود خوانی تیری

راہیں وہ تھکے یاد ہیں؟ جب بیکہ سے

سوئے گئے تیری تھی جو انی تیری

حُسن و عشق

جلوؤں کی ہے بارگاہ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں بہرِ ماہ میرے دل میں
اس دُورِ خِرد میں عشق گم ہو جاتا
ہلتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مُصَنَّف)

(۱۴۱)

مذہبے اگر علیم کا مندر چھوڑا
مذہبے نے بھی راستی کا منبر چھوڑا

پنڈت نے اگر بناویا بیت کو خدا
ملا نے خدا کو بیت بن کر چھوڑا

(۱۴۲)

ہاں سحر و عمل سیاہ کرتا ہوں میں
ہر سانس میں سوگتہ کرتا ہوں میں

ابن پر بھی ہوں قدسیوں کا بھوکہ
فطرت! بچ جا

306-92.

30 JUN 1952

(۵۴)

اس بزم خیال میں بزمِ باہمی فریب

اس راہِ حق و عزم سے گزرتا بھی فریب

واللہ کہ اس منزلِ آب و گل میں
چلتا بھی سجا اک فریب، مارتا بھی فریب

(۵۵)

شر میں نہاں خیر کا جو ہم دیکھتا

ہر خار کے پردے میں گل تر دیکھتا

جب چاک کیا ذرہ تار یک کا دل
خوارشید ازل کو جلوہ تر دیکھتا

دہم ۱۱

اس بزمِ خیال میں اترتا بھی فریب
 اس راہِ حق و عزم سے گزرتا بھی فریب
 واللہ کہ اس منزل میں اب درگاہ میں
 پہنچتا بھی جاگ فریب، مرنے بھی فریب

دہم ۱۲

شریں نہاں حقیر کا جو دم اچھا
 ہمارے پردے میں گل ترور کچھا
 تب چاک کیا ذرہ تار یک کا دل
 فراشید ازل کو جلوہ گر کچھا

(۱۴۱)

اِس دہر کا بندوبست کیجیو گے اگر

مشیخ و شمس کیجیو گے اگر

ہو جائے گی سطح زمین خود سے ہموار
وِزنیہ کے بندوبست کیجیو گے اگر

(۱۴۲)

کس منہ سے کہوں کہ راہ پیدا ہوں میں

قادر ہوں عمل پہ کار فرما ہوں میں

وہاں کے اشاروں پہ جو چلنا ہے سدا
اسواجِ حوادث کے کا وہ شکار ہوں میں

(۱۳۴)

قدوسی سب ان سے کہ چکے ہیں گویا

اسرار کی آج سہ چکے ہیں گویا

اسما و صفات کے گناہ نے والے
محبت میں خدا کی رہ چکے ہیں گویا

(۱۳۵)

ادب زار کو پست پایا میں نے

ادنام کا بندوبست پایا میں نے

خالق کو تجھے کیا ہے پابند
مومن کو بھی بت پرست پایا میں نے

(۱۳۱)

حیاتِ انہیں دیکھتی ہے جاو واپس
 رتی ہے بدل بدل کے زانو آپ
 پھر عی ہوتی موت سے حیاتِ انساں
 حتیٰ ہے چا چا چا کے پہلو آپ

(۱۳۲)

دل نشے میں ہے غرقِ عبود، اسے ساقی
 جوشِ ہوا پوچھتا ہے غمناک، اسے ساقی
 شہدائے عشق و ناز، ہر شخصِ مجاہد
 لیکن کھینچتا ہے درد و اسے ساقی

(۱۴۱)

اِس دہر کا بندوبست کیجیو گے اگر
شانِ فتح و شکست کیجیو گے اگر

ہو جائے گی یہ سطحِ زمین خود سے ہموار
وِزیہ کے بندوبست کیجیو گے اگر

(۱۴۲)

کس منہ سے کہوں کہ راہِ پیدا ہوں میں
قادر ہوں عملِ پیکارِ مہرما ہوں میں

دربار کے اشاروں پہ جو چلتا ہے سدا
امواجِ حوادثِ کافورِ نکاح ہوں میں

(۱۳۲)
جب وقت جھلکتی ہے مناظر کی حسین
راخ ہوتا ہے ذاتِ باری کا یقین

کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پر نظر
دل پوچھنے لگتا ہے "خدا ہے کہ نہیں؟"

دہم (۱۳۳)
سفرِ جہاں کے دن سے خالی تیرا
گلشن ہے رہیں پائپ الی تیرا
افسوس کہ اس دہریہ سے فوجِ شکر
داشت نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(۱۳۹)

خود اپنے ہی دل کے سے باہر ہو جاؤں

اپنی ہی نگاہِ خیر میں شرم ہو جاؤں

دشمنی ہے وہ مقامِ قریبِ کامل

اب یاد کروں انہیں تو کافر ہو جاؤں

(۱۴۰)

سزا کچھ بھی نہیں

الذکر کو کچھ بھی نہیں

والوا

یہ دنارِ حرمِ خیم

یہ دغِ غدرِ روزِ جب سزا کچھ بھی نہیں

الذکر کو کچھ بھی نہیں

الذکر کو کچھ بھی نہیں

والوا

(۱۶۹)

نہی آدم میں کوئی نقص نہ ہو
احساس کی قلب میں مدام نہ ہو

انصافی ازل سے نہ ہو

صد شکر کہ اک فریادی کو کچھ نہیں
گناہ

(۱۷۰)

وہ زمانہ کہ ہم کیا کرتا ہے
وہ باتری آنکھوں سے بہا کرتا ہے

کمیت اہل کو جان دنیا بہتر

کرتا ہے تباہی طرہ کیا کرتا ہے

۱۔ حضرت ذاتی پدایونی خاص طور سے ملاحظہ فرمائیں۔

11/15/53

۱۱۴۱
 طبعاً نہیں دیکھی ہے جاوید ایب
 تھی ہے بدل بدل کے

میں نے

میں نے سب سے زیادہ انہیں

77

[illegible]

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

(۱۲۵)

کیوں علمِ حیرت میں بھی تباہ ہے

خود کو برتتا ہے اور گھٹاتا ہے

جتنا جتنا ابھر رہا ہے خواہش ہے
آہنا ہی اندر نظر آتا ہے

(۱۲۶)

اگر ذوقِ پیر کو برباد ہے

کو تلاطم ہے

ابنِ تعلیم کو کہ ہے صفت اک بے پیر
فمن کہ خیالوں سے غافل ہے

(۱۳۵)

اللہ، منہ انہوں سے دھونینے دے

زُوال کو اشکوں سے جگلوینے دے

انسان، اور انسان کی مجبوری پر

جی کھول کے اسے نیکو اور دینے دے

(۱۳۶)

کھلتے ہی گلاب، خار ہو جاتا ہے

میتے ہی بس اشک ببار ہو جاتا ہے

پیدا ہونے ہی تیرہ ٹہمتِ انساں
اسے موت! تراشکار ہو جاتا ہے

(۱۲۱)

چھالاسا تپک رہا ہے میرے دل میں
 چوہہ سا بھڑک رہا ہے میرے دل میں

خوارشید ہی پر کچھ نہیں موقوف ہے چوہے

ہم ذرا کھٹک رہا ہے میرے دل میں

(۱۲۲)

ہم راہ میں شبِ خونِ ہی دکھائی ہے

انسان کو مٹھون ہی دکھائی ہے

وہ دہنِ عقل ہو کہ دارا کے خور و

کھیا ہے بخونِ ہی دکھائی ہے

(۱۳۳)

جب وقت جھلکتی ہے مناظر کی جبین

راخ ہوتا عذاتِ باری کا یقین

کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پر نظر
دل پوچھنے لگتا ہے خدا ہے کہ نہیں؟

(۱۳۴)

سافرِ جہاں کے دن سے خالی تیرا

گامزن ہے رہیں پاپیالی تیرا

افسوس کہ اس دہریہ سے نوبتِ شکر
وارثِ نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(۷۱۱)
 اس دہر میں اک نفس کا دھوکا ہوں میں
 چکی ہوں بگولا ہوں اچھلاوا ہوں میں

گھبراہٹی ہوئی ہے چوٹی رو بہ تھقی
 ہر ذرہ لکھتا ہے دنیا ہوں میں

(۷۱۲)
 صد نگاہیں ہیں پختہ خوشنودی ہیں
 سو بہر زیاں ہیں اور پے شوخی ہیں

لاکھوں محبوبوں میں "میرزا" نہیں
 دیکھی نہیں "میرزا" کھی "میرزا" ہیں

(۱۳۱)

اک آگ سی رہ رہ کے بجرتی ہے ضرور

سینے میں ملی ہی اک جھپٹی ہے ضرور

واقف نہیں میں ڈھائے، لیکن اکثر

دل میں اک بھاش ہی ہے ضرور

(۱۳۲)

منصور دہلوی کیا ہے کس سے پوچھوں

تغیر زوال کیا ہے کس سے پوچھوں

وانا بہوت ہیں پیمبر خاموش

ہستی کا مال کیا ہے کس سے پوچھوں

(۱۳۱)

ہر انسان میں قانونِ سزا جاری ہے

سستی نہیں اک قسم کی بیماری ہے

انسان پر یہ زندگی ہے اک فوجِ خدا
بیکار پر یہ رات بہت بھاری ہے

(۱۳۲)

کیا جاوے پیچیدہ ہے اللہ اللہ

ہر کام چاہتا ہے مرا فکرِ گمراہ

سہمِ تری میرے لئے رازِ حق میں
حکمتِ اکِ خلق ہے اور کوششِ کج گاہ

(۱۶۹)

نہیں آدم میں کوئی منصوص نہیں

احساس کی قلب میں مدم نہیں

منع میں ازل سے کونچہ میں نہ نہ

صد شکر کہ ایک فریادی محرم نہیں

(۱۷۰)

دامن کو ہمیشہ نہ کیا کرتا ہے

دیر بازی آنکھوں سے بہا کرتا ہے

کمپنیت اعلیٰ کو جان دنیا بہتر

ترا جہاں باطل طایر کیا کرتا ہے

لے حضرت فانی بدایونی خاص طور سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰۹)

واقف ہوں یہ جو تباہی نشانی کیوں ہے

شہیوں آہ و فوجہ غوائی کیوں ہے

ہر سخی و عیسیٰ ہے زندگانی کے لئے
لیکن نہ کھلا کہ زندگانی کیوں ہے

(۱۱۰)

افسوس کہ کوئی کام ہوتا ہی نہیں

جی بھر کے یہاں قیام ہوتا ہی نہیں

مٹنے والے تمام ہو جاتے ہیں
فرمانہ گوئی تمام ہوتا ہی نہیں

(۱۰۷)

سینم ہو جانا کیوں افسوس

پابندِ تعصب ہو، اور اس سال، افسوس

دریا بہتے ہیں، جابر بھی میں سوئے بھر

افسوس سب اچھڑ پھر کفر و ایمان افسوس!

(۱۰۸)

آلام سے ممکن ہی نہیں دل کو نجات

فریاد ہے اسے تلخ آئینِ حیات

جب چیز کو زندگی کا دیتے ہیں لقب

در اصل ہے وہ مرگِ طویلِ شکرات

(۱۰۵)
 "کلمات میں تیغِ خونچکاں ہے پیارب
 ہر پاؤں میں زخمِ گراں ہے پیارب"

"تہیب کی برادری سے دل تنگ ہوں ہیں
 "انساں کی برادری کہاں ہے پیارب؟"

(۱۰۶)
 "تیغِ عُمیاں کوئی
 صحر ہے کوئی، تو بادِ طوفاں کوئی"

"انساں کہاں ہے کہیں گے گم ہے
 یاں تو کوئی تہندو ہے مسلمان کوئی"

(۱۰۱)

کے پورے رونا ہو جان کھو نامیرا

خود راہوں پہ چکا نہیں رونا میرا

افسوں کہ ہم تنہا سے

نفسِ عیوب

ثابت ہو جاے عیب ہو نامیرا

(۱۰۲)

نہی چھپائی رہے ہیں پیار

خستہ سنیوں پہ پوچھ رہے ہیں پیار

چھپو بھی تم کہ تری دنیا میں

چھپو ہوں کوئی نہ دیکھ رہے ہیں پیار

(۱۰۳)

پسند بقا مانہ کوئی اب تک
ہستی کی کوئی خیر منانے کی تک

قائم رہتا ہے زندگی کا نظم

انسان سے موت کھیلتی ہے جیبت تک

(۱۰۴)

کیا بچھ کو خیر تر از مشرب کیا ہے

شاعر تو ہے خالقِ مدامِ بیا ہے

شاعر سے نہ پوچھو تیرا مذہب کیا ہے

(۹۰)

ہنگامہ قرب و دور واپس لے لے

اسے بار بار کشتہ استغور واپس لے لے

مکالمہ یہ موبین ہے کج فکرات

نہن ہو تو بھیجے نور واپس لے لے

(۹۱)

کیا جانچے پتہ زرد ہوتا کیوں ہے

دل رنج و الم سے سرد ہوتا کیوں ہے

افسوس کہ اتنا بھی نہیں ہے ہم سے

کلمہ ناپائیدار سے درد ہوتا کیوں ہے

(۱۰۱)

کہ جو نہ روا ہو جان کہو نامیہ

خود را ہوں پہچان نہیں رو نامیہ

افس کہ ہر

نفس

تو نامیہ ہوتا ہے قریب ہوتا نامیہ

(۱۰۲)

نہیں پہچانے ایل رہے ہیں یارب

خبر سنوں پہ پہل رہے ہیں یارب

پہچانوں خبر

چھوٹوں کو شے لگ رہے ہیں یارب

(۹۹)

پچھلانی ہر چند اک خُدائی ہم نے

کیا کیا نہ یہاں خاک اُڑائی ہم نے

واللہ کہ خشکی و تری میں کوئی شے
انساں کے عجیب تر نہ پائی ہم نے

(۱۰۰)

کچھ بھی نہیں اس دہریہ اُلا افسوس

افسوس ہے اُسے نظامِ دنیا افسوس

غم ہی کا نتیجہ غم ہو اتنا ہی نہیں
غم تو ہے خوشی کا بھی نتیجہ افسوس!!

(۹۰)
انسان پر ہے کسی درجہ خرافات کا بار
دن کا سبھی وزن، کسی رات کا بار

پیدا ہو شری کیا کیمیا نہ مزاج
عقلوں پر ہے صدیوں کے روایات کا بار

(۹۱)
ہر دل ہے چراغِ زبیرِ داماں، افسوں
ہر نفس ہے ایک طوفانِ افسوں

روزِ نابھی ہے پچھو پوچھو، روزِ نہننا بھی تم
افسوں ہے اسے غمِ غیبِ انساں، افسوں ہے

(۱۹)

ہم کل نہ فریب و دُور واپس لے

اے بابر حیاتِ شہدائے دُور واپس لے

ہم عالمِ پیہ و پیرن بے کج فکرات

حق ہر نہ بچے دُور واپس لے

(۲۰)

کیا جانچے تیرا زور و ہوتا کیوں ہے

دل رنج و الم سے سر و ہوتا کیوں ہے

افسوس کہ اتنا بھی نہیں ہے ہم سے

کلمہ ناپا چھنے سے درد ہوتا کیوں ہے

(۸۵)

شکر پروردگار کرتا شیطان

دوست اپنی نسا کرتا شیطان

انساں کی خبیثت ہے جو ہوتا آگاہ
اک عجیبہ نہیں نزار کرتا شیطان

(۸۶)

افسوس کوئی واقف منزل نہ ہوا

ناداں پیدا ہوا تھا، ناداں ہی مرا

ناقص ہی رہا ہمیشہ، کامل نہ ہوا
انساں کو کبھی مبعوض صلی نہ ہوا

(۹۵)

عالم نے عجائبات سے تعجب کیا کیا

اس ارض و سما کے دُور سے دُور سے کہو لو

عارف نے قطعات سے تعجب کیا کیا

(۹۶)

جی بھر کے پہاں کوئی نظر ارا نہ ہوا

صدیہ سہ کہ صبر کا بھی یاد ارا نہ ہوا

انساں کا کسی حال میں بھی خوش نہ ہوا

منتظارِ مشیت کو گو ارا نہ ہوا

(۸۱)

تھم چکے دائرے میں آنا ہی پڑا

نہ پڑے مثبتیت پر جھجکنا ہی پڑا

واقف تھیں بالکل سے کلیاں یکین
پھوٹی جو کرن توڑ کر آنا ہی پڑا

(۸۲)

اپنی ہی گرفت میں خود انسان ہے آج

مل صاحبِ تدبیر تھا چیراں ہے آج

جو وقت کے اقتضائے تھی کل اک رزم
وہ دو رزم کے ارتقائے ایمان ہے آج

(۷۷)

فقر کی زندگی میں تاؤ کھینچتا ہوں میں
وہو کے کی ہوا میں سانس لیتا ہوں میں

اے کوئی دشمن کو جیسا دیتا نہیں تھیں
مجھے خود کو فریب دیتا ہوں میں

(۷۸)

کیا ذات کی بھی شان ہے اللہ اللہ
بیکیں ہے قلقل ہیں، تو کلمہ پیر سپاہ

کیا چھوٹے بیاں کروں کہ برحق کا
احساسِ ثواب ہے اور اظہارِ گستاہ

(۹۱)

جیب فکر نے راہ پر لگایا مچھلی کو
حکمت نے جیب آئینہ دکھایا مچھلی کو

وزارت سے ملے کتابہ انجیم والدہ
بچا بچے کو فی نظر نہ آیا مچھلی کو

(۹۲)

لکھنے کو تو ایک بات کہتا ہوں میں
پروفیسر جیسا کہتا ہوں میں

جیب میری زبان سے ہیں نکلتا تو نیم
اب پر سے ہیں نکلتا کتابت کہتا ہوں میں

دعا

منہم سے دھانتی ہے عقل انساں

تھرتی کی منہم سے عقل انساں

ہر گام پہ بلنتی ہے عقل انساں

دعا

منہم سے دھانتی ہے عقل انساں

تھرتی کی منہم سے عقل انساں

ہر گام پہ بلنتی ہے عقل انساں

(۱۹)
انسان پر جس درجہ خرافات کا بار
دن کا سبھی وزن پہاڑ کی ریت کا بار
پیدا ہویش میں کیا چمک نہ مزاج
عقلوں پر ہے صدیوں کے روایات کا بار

(۲۰)
مردوں کے چراغ زید و اماں، افسوں
مردوں کے ایک طرف طوفان، افسوں
روز بھی ہے چھپ چھپ جو رہنمائی ہے تم
افسوں ہے اسے غم غیب انسان، افسوں!

(۶۹)

انسان کو رفتہ رفتہ حیواں کر دے
 ہر نوز کو صدمہ دنا۔ بد حال کر دے

دولت کہ فرشتوں سے بڑھاتی ہے
 ختم جائے اگر کہیں نو شیطان کر دے

(۷۰)

جو تم گت انتساب ہو جاتے ہیں
 اک رخ سے مگر خراب ہو جاتے ہیں

انسان کے سینے میں ہم کے ہمراہ
 کچھ عیب بھی با ریاہ ہو جاتے ہیں

(۶۷)

ہر سانس کو وقتِ صد شہادت کر دیں

اخلاق کی کچھ عجیب حالت کر دیں

منہاس کر ایمروں کے گناہوں میں گناہ
دولت انھیں دید و قیامت کر دیں

(۶۸)

تغریفِ ذکرِ ربّی حبّانی امیری

پہنچتی شرافت جو نظر آتی ہے

پامال بہت ہے زندگانی امیری
مہیاو ہے اس کی ناتوانی امیری

(۶۵)

ہر صاحبِ جوبہر کو ایک سر کر دے

فطرت کو زبوں لکے زبوں تر کر دے

افلاس کہ کھینچتا ہے ایماں کی طرف
کنجش مُسکس ہو تو کافران کر دے

(۶۶)

ہاں سچ ہے اگر ملکِ حق کا سلطان اگر شیخ

انساں جسے کہتے ہیں وہ انسان ہے شیخ

لیکن ترے عینِ خلق کو یہ علم نہیں
عصیاں سے محروم کہ نادان ہے شیخ

(۶۵)

ہر صاحبِ جوہر کو ایک سر کر دے

فطرت کو زیوں کے زیوں میں کر دے

افلاس کہ کھینچتا ہے ایمان کی طرف

کہنوتِ مُسلس ہو تو کافر کر دے

(۶۶)

ہاں سچ ہے کہ ملکِ حق کا سلطان ہو شیخ

انساں ہے کہتے ہیں وہ انسان ہے شیخ

لیکن ترے عینِ خلق کو یہ علم نہیں

عصیاں ہے محروم کہ نادان ہے شیخ

(۶۱)

اوپر سے دل دُرا ہے ہونے میں ایسا کہ
 کس طرح خفیہ ہے ہونے میں ایسا کہ

افسوس کہ اسلام کے باقی احوال

کانون میں یہاں بھجے ہوئے ہیں کس طرح

(۶۲)

خالق نہیں کہ کوئی فطرت کے سوا
 دنیا نہیں کہ چھوڑ دیا طاقت کے سوا

مست حاصل کر، اور مولا کے بن جا

محبوب نہیں ہے کہ کوئی فطرت کے سوا

(۶۳)

اقرار نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر

ابتر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر

ازدوت شریعتِ خُدا کے ہمیشہ
کافر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھ کر

(۶۴)

ہر معجزہ شامِ بے نوا کے آگے

ہر نعمہ بے فریادِ گدا کے آگے

مفلس کا وہی حال سب بندوں کے حقوق
شکر کی جو حالت ہے خدا کے آگے

(۵۷)

اب دہر میں تامل کرنا بہت

ہمایتی زندگی سے کوچ کرنا بہت

سب زندہ ہوں اب تک اس مٹی پر کسے طفیل
 جتنے ہیں بے فائدہ کہ مرنا بہت

(۵۸)

ایسا نہیں چڑستاق انسان کوئی
 ہو جس سے نہ پزار و گریزاں کوئی

انسان وہی ہے درحقیقت جس کو

مذواں کوئی کہتا ہو تو شیطان کوئی

(۶۱)

آواہم سے دل ڈرے ہوئے ہیں اب تک
 کس طرح یقین ہے کہ اسے ہوئے ہیں اب تک

انہوں کہ اسلام کے باہمی اقوال

کافوں میں یہاں بھجے ہوئے ہیں اب تک

(۶۲)

خاندان نہیں ہے کوئی فطرت کے سوا

نیت حاصل کرنا اور موت کے سوا

میں نہیں ہے کوئی قوت کے سوا

(۵۱۳)

تھیکر عصمت ہے پشیمال کیوں ہے

وابستہ اصطلاح عصیاں کیوں ہے

مکن نہیں اس سائنس ٹیٹ کے خلاف
فرغی عبادت ہے پشیمال کیوں ہے

(۵۱۴)

ہاں مرگ وحیات کے سمجھتا ہوں میں راز

آوازِ انجام ہے تو انجامِ آسمان

وہ آتی ہے نہ مانتے جب اہل کی دھمکی
وہ آتی ہے نہ سمجھوں گی آواز

(۵۹)

ابن فاکوئیس اک عمر گئے ہوں بے خبر و خواب

کس طرح مُعطل ہوں رُسوم و آداب

زچھی تو ہے وضعِ راست گوئی، لیکن
برداشت بھی کر سکیں گے اس کو اجاب؟

(۶۰)

پارہ: اپنی لوح، کہنہ مضمون کیا؟

صدیوں کے لئے ایک ہی معجون؟ یہ کیا؟

ہر آن بدلتے والے انساں کے لئے
جو بھر نہ بدلتے والا قانون، یہ کیا؟

(۴۶)

دنیائیں ہیں بے شمار آنے والے
 آتے ہی رہیں گے روز جانے والے
 عرفان حیات ہو مبارک
 اس شہادت غنی ہو ملک آنے والے

(۵۰)

افسوس ہے اے جی کے گناہ آنے والو
 ہر سانس میں سو فریب کھانے والو
 تم مومن ہیں مگر نہیں جانتا ہے
 پیدا ہوا ہے افلاس پہ آنے والو

(۵۴)

اِس دہر میں تار و پود کیا ہے

یہاں تیر زوی سے کوچ کرنا ہے

سب زندہ ہوں اب تک اِس مٹی کی

عین میں ہے فائدہ کہ نہا ہے

(۵۵)

ایسا نہیں بڑستاق انسان کوئی

جو جس سے نہ پزار و گریزاں کوئی

انسان وہی ہے در حقیقت، جس کو

پڑواں کوئی کہتا ہو تو شیطان کوئی

(۱۵۸)

وہ تم کو بھی یاد دلائے ہو کہ تم جانتی تھو
کہ اگر تجھے یہ بات یاد نہ ہو تو بھی جانتی تھو

تجھے یہ کہ ان لوگوں کی ہر کیفیت اسے یاد ہے

تجھے یاد کہ اگر وہ نہ ہو تو بھی جانتی تھو

(۱۵۹)

تو ان لوگوں میں پہنچا کرے تاکہ وہ اپنے خواب یاد
کے بھیجی کہ کہ وہ تو بھی تم کو یاد دلائے

تجھے یاد ہو کہ وہ تو بھی یاد دلائے

تجھے بات یہ کہ اگر وہ نہ ہو تو بھی یاد دلائے

(۵۵)

جلوے معدوم ہیں، گناہیں لاکھوں

گردن منقود، اور بائیں لاکھوں

مہبوت ہے کاروانِ منکرانہاں
 مثلِ عتقا ہے، اور زائیں لاکھوں

(۵۶)

کشتی میں زنگِ حسی و عیون نہیں

موتِ ہوم ہے اس طرح کہ موتِ ہوم نہیں

پرسے ہیں ہے ایک ثبوتِ اعلیٰ تو ضرور
 اُس کے اوصاف کیا ہیں، معلوم نہیں

والہم

میں دُوب کے غرق ہو کر گرائی نہ رہا
کیا لہر اٹھنے لگی ہے میں پانی نہ رہا

سبھا جو حیات کو تو بچتی گئی موت
جب موت عطا ہوئی تو فانی نہ رہا

والہم

میں کا ریتِ حق کا زکلا وہ بھی
بائیں ہمارا تیار نکلا وہ بھی

انہاں کے ارادے کو کیا جیسے تجھ میں
نوع کا اضطراب نکلا وہ بھی

(۵۲)

تو یک عصمت ہے چپ چپیاں کیوں ہے

وابستہ اصطلاح عصیاں کیوں ہے

مکن نہیں اک سائنس ٹیسٹ کے خلاف
مہر فعل عبادت ہے پاپیال کیوں ہے

(۵۲)

ہاں مرگ وحیات کے سچے تپوں میں راز
آوازِ انجام ہے تو انجامِ آسمانِ راز

تو تپا ہے زمانہ جب

اچل کی دھکی
مے مٹی ہے تپتپوں کی آواز

(۳۷)
انسان اور اس درجہ کی سبائی توبہ

توبہ

میں پیش انوار و سبائی توبہ
گھٹ کر بھٹا ہے، اور یہ گھٹنا
کیا درد و تلس ہے، الہی توبہ

(۳۸)
خود سے نہ احساس ہوں نہ مسکروں میں

توبہ

بالذات نہ رہوں نہ بے نور ہوں میں
مختار ہے مختار ہے، مختار ہے توبہ
مجبور ہوں مجبور ہوں مجبور ہوں میں

(۵۱)

ہر بات پر منہ نہ تراؤ تیرا کیوں ہے؟

کوئین کے ساتھ کھیل ہے؟

کوئین خود اک کھیل ہے، ڈرایا کیوں ہے؟

(۵۲)

گھٹ کر کوئی نہ کوئی بڑھ کر نکلا

درویش زبوں، نہ شاہ پہتر نکلا

میزان میں ہر فنر و برابر نکلا

(۳۳)
 تیرش کے بغیر دودھ ممکن ہی نہیں
 جی شانہ لطف

عقلاً جو جہاں دودھ لکھتے دیکھتے
 وائے عشق کا ہو و جو ہو ممکن ہی نہیں

(۳۴)
 ہوتا ہے فلکوں میں بڑھانے کے لیے
 مڑتی ہے مٹی، خون لانے کے لیے

انہوں کہ تفت پر جلانی تھے چرخِ حرام
 قلمت کو یہ تفصیل کھانے کے لیے

(۴۹)

وینیا میں ہیں بے شمار آنے والے
 آتے ہی رہیں گے روز جانے والے
 عرفان حیات ہو بیکار
 اس شہادتِ حق کو ہر دم کے لئے

(۵۰)

افسوس ہے اسے جی کے گناہ نے والو
 ہر سانس میں سو فریب کھانے والو
 علم و توحید کے شیشے جلانے والو
 بیدار ہو اسے اس بلبلانے والو

(۶۹) کہ فویدے تالک رہا بچپن
موت اٹنا بیٹا ہوا ہے پیری کا چمن

نہم اچھے کھلونوں کے بدلے میں
اظفال بزرگ یعنی سپر کمان

(۷۰) تھوچے اچھے کھلونوں کی طلب میں بیاب
یہ علم کہ کھلونوں سے ہے جو روبرو اب

اب ہیں زن و فرزند ہر دوں سے مکران
بڑھتے ہیں مگر بہت بچپن بیاب

(۲۵)

شانہ نشہ دہی کے محبوب کو اچھو
 سیکلے اس تھکنے کے محبوب کو اچھو

عزیز کی گرفت ہو گئی زہرا گداز
 پیچھا ہم قوتی کے محبوب کو اچھو
 لے میں ایسا کو جاڑ بختیوں شہزاد

(۲۶)

جب عہد طلب سے دل بھل جاتا ہے
 سناچیں طرب کے اور دودھل جاتا ہے

کرتی ہیں غم کا خبیب احاطہ نظریہ
 ہر اک میں بدلیں بدل جاتا ہے

(۲۵)

شائبہ نشہ دہکری کے محبوب کو اٹھو
لیلائے اس شائقِ فطری کے محبوب کو اٹھو

وہ منہ کی گرفت ہو گئی نہ ہوا گلزار
نیکیا ہم پر قواشی کے محبوب کو اٹھو
لے جی رہا کو جاؤ بختیار ہوں شہزاد

(۲۶)

جب جہ طلب سے دل بھل جاتا ہے
سناں چہیں طلب کے درد و دھل جاتا ہے

کرتی پائی غم کا خبیب احاطہ نظریہ
ہم اشکِ نیل میں بدل جاتا ہے

(۲۱)

کیا بات ہوئی کہ رو رہا ہے ناداں؟

کیوں مُقت ہیں جان کھور رہا ہے ناداں؟

بالاں ہے کہ خشت ہے زمانے کی گرت
تو چھٹے مذاق ہو رہا ہے ناداں

(۲۲)

گر وہ اب سے کھیل کر ابھرنے والے

منوعِ شجر سے اسے نہ ڈرنے والے

اب ارفی کا تہِ غفلت ہو بی بیول
فردیں ہیں اسے لگتا کہ کرنے والے

(۲۴)

جب عقل ہی سکیں ہو تو ثبوت کیسی

جب حکم ثبوت ہو۔ شرارت کیسی

فعل

ماحول و وارث پہ سبب بنی ہر فعل
خاطمی پورس کھائیے نفرت کیسی؟

(۲۵)

نہم اپنی

نہم اپنی

نہم اپنی

اے شکر و عیش میں کہ سننے والو

ہر شکر و عیش میں کہ سننے والو

دور

(۱۷)

اسنادیق شناس واسے عالم دین
حضرت کا مقام ہے فقط حضرت یزیدؑ

انساں ابھی علی رہا ہے گھٹنوں گھٹنوں

اور آپ کو ہے قرب قیامت کا پینا
یعنی اگر شریعت اب بد ہو گئے دھنچکے

+

(۱۸)

افصاف اہل بیتوں کی چاہ دینیہ والے
صحن ان کو بھجے نگاہ دینیہ والے

سے نہیں بھجے شیشی دیکھا تفریق

دل کو ہوا بے گناہ دینیہ والے

(۲۱)

کیا بات ہوتی کہ دور رہا ہے ناداں؟

نالاس ہے کہ سخت ہے زمانے کی گرفت

کیوں مُقت ہیں جان کھو رہا ہے ناداں
میں سے مذاق ہو رہا ہے ناداں

(۲۲)

گرواب سے کھیل کر اب بھرنے والے

منوع شجر سے اسے نہ ڈرنے والے

اِس ارض کا خفہ ظلمات ہو پشیمول

فردوں میں اسے لگتا کہ نہ نئے والے

(۱۳۴)

آزاد ہو، روح، شادمانی ہے چہ چہ

کچھ بھی ہو، خراشِ قلب و نیشِ غم

محسوس نکمہ کہ زندگانی ہے چہ چہ

(۱۳۵)

تو کیا ہے فقط رنجِ بڑھانے کے لئے

لازم ہے کہ رُودوں بھی تو سنسنے لگیں

جب تیرے ہنسا ہے لڑنے کے لئے

(۱۹)

ہر دعویٰ ارتقا کو مانتا میں نے

ہر گزشتہ کائنات چھٹاتا میں نے

سب جان چکا تو اسے عرفیہ و مساوی
میں کچھ نہیں جانتا، یہ جانتا میں نے

(۲۰)

ظلمت کا شعاع کب لگایا ہم نے

جب سلسلہ نور بڑھایا ہم نے

باقی نہ رہا علم کا جب کوئی شلوک
تب جا کے مقام پہل پایا ہم نے

(۹)

دل ہوتا ہے رُوبراہ گاہ گاہ ہے

روئیے ہیں بھر کے آہ گاہ گاہ ہے

اِس در سے کہیں فوری توبین جائے خدا
کہ تیجے ہیں ہم گناہ گاہ گاہ ہے

(۱۰)

پا پاں غمِ انسان ہوا جاتا ہے

بچارہ پریشان ہوا جاتا ہے

گھٹتا ہے تو اتنا ہے نرسختوں کا جمود
بہشت ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

(۱۷)

اسے زابون شناس و اسے عالم دین

حضرت کا مقام ہے فقط حجت البیہین

انساں اچھی علی رہا ہے گھٹنوں گھٹنوں
اور آپ کو ہے قرب قیامت کا یہیں
لے اکثر بے خست اب ہوں گے دھشت

+

(۱۸)

انصاف! بیٹوں کی چاہ دنیہ والے

سے منہ ہے بھنگا دنیہ والے

دل کو بوجھ گناہ دنیہ والے

۵۱

اُنے کا فلک نقاب تیرے آگے
کھینچ جائے گی ہر کتاب تیرے آگے

ہو جائے گا جب عارفِ یک ذوقِ خاک
جھک جائے گا آفتاب تیرے آگے

۶

آزادی من کر دو رہی حکمت ہے گناہ
دانا کے لئے نہیں کوئی جائے نپاہ

اِس اثر در تہذیب کے فرزندِ رشید
پہنچ رہا ہے "قانون" عطاوارِ ہدایت

(۱۵)

پھولوں کی اگر ہوس ہے خاروں کو نہ دیکھ

عشرت کی ہے دھن تو سواڑوں کو نہ دیکھ

تعمیر حیات ہے اگر پیش نظر

میر کی بھی بنے ہوئے نزاروں کو نہ دیکھ

(۱۶)

ناگفتہ ہیں آج تک فسانے لاکھوں

لبث نہ ساز ہیں ترانے لاکھوں

اُسان کا دل نہ توڑا سے بندہ یاس

گم ہیں ابھی فطرت کے خزانے لاکھوں

(۱۱)

کہ جس کا ملک کر دوں گا
 کہ میں اس کی شہید کر دوں گا
 کہ جس کا بھی راز جان لے گا جس وقت
 اللہ چاہے میں دوچار کر دوں گا

(۱۲)

کہ روح میں باب کفر و ایمان مسطور
 دہم کی وحشت ہے پیروائش کا جمود
 "انکار" پر ایمان و مانع کمزور و علیل
 اقرار بائیں عقل ضعیف و حق و توا

(۱۳۱)

آزاد ہو روح، شاہدانی ہے یہی
 بے شکش ہو قلب، کامرانی ہے یہی
 کچھ بھی ہو، خدائی قلب و نشیمن
 محسوس نہ کہ زندگانی ہے یہی

(۱۳۲)

وٹیا ہے فقط رنج پڑھانے کے لئے
 کجست بھجانی ہے، اٹھانے کے لئے
 لازم ہے کہ رزوں بھی تو منسنے کی طرح
 جیب میں نہ ہوتا ہے رانے کے لئے

حقائق

تا بود دلم، ز علم محروم نہ شد
کم بود ز اسرار کہ مفہوم نہ شد
اکنون کہ ہی بگرم اندوختے خرد
معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد
(خاتم)

(۱۱)

طوفان کے عفریت کو بے یابی کر دے
 اس بریق جہاں سوز کو چھوڑ کر دے
 ہنگامہ بیابان علم سے اسے معبود
 معصوم جہالتوں کو واپس کر دے

(۱۲)

جہانگیر کے شیخ! جہنم کی دُعا عید
 جہانگیر کے شیخ! جہنم کی دُعا عید
 کھلی جائے اگر کھلی ظلمت کی گڑھ
 ہر قسم سے بریں پر ہیں ہزاروں خورشید

(۹)

دل ہوتا ہے رُوبراہ گاہے گاہے

رویتے ہیں بھر کے آہ گاہے گاہے

اِس در سے کہیں غودی نہ بن جائے قُدراً
کرتے ہیں ہم گناہ گاہے گاہے

(۱۰)

پامالِ غم، انسان ہوا جاتا ہے

حیارہ پریشان ہوا جاتا ہے

گھٹتا ہے تو اتنا ہے نرِ شستوں کا جُبود
بڑھتا ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

جنون و حکمت

(رباعیات)

از جوش ملیح آبادی

یا کینہ تمام خون و بر کینہ سندان عقل

ہر دوشکسک زندان تمام بسندان یافتن

کلیہ حکیم ڈپو، دریانج، دہلی

۱۹۳۶ء
(محبوب المطالع برقی پریس دہلی)



